

بفیض: تاجدار اہل سنت شہزادہ اعلیٰ حضرت سرکار حضور مفتی اعظم ہند
علیہما الرحمة والرضوان

رسائل بدیعیت

از

حضرت علامہ مولانا مفتی بدیع الدین احمد قبلہ قادری رضوی نورانی

خلیفہ اجل سرکار حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہما
سابق صدر المدرسین مدرسہ غوثیہ برہمپور، کھنڈ سڑی بازار ضلع سدھار تھنگر، یو۔ پی۔

رضا اک  سیدھی ممبئی
۲۶ ر کامبیکر اسٹریٹ، ممبئی ۳

سلسلہ اشاعت نمبر: ۲۶۱

مختصر تعارف :- رسائل حضور بدر ملت

از ر عبد الصمد قادری رضوی اورنگ آبادی

خدا کے فضل سے اعلیٰ ہے تہ بدر ملت کا زبانوں پر ابھی جاری ہے نغمہ بدر ملت کا کوئی حرص و طمع بالکل نہ تھی ان کی طبیعت میں کتابیں لکھ کے راہ علم و فن آسان کر ڈالیں حوادث نے بہت کوشش کیا ان کو ڈبوئے کج و ہابی دیوبندی سہمے سہمے سے نظر آتے تھائے مصطفیٰ علم و عمل کی پاسبانی سے فروغ مسلک احمد رضا تھا کام ہی ان کا کلمہ یسوی کو منقبت خوانی کے بدلے میں

بہت مضبوط طعنے پر بھروسہ بدر ملت کا ادب رکھتے ہیں سب علماء و طلبہ بدر ملت کا بھنور میں تیرتا تھا کسب فیہ بدر ملت کا ہر اک ما حول پہ چھایا تھا غالبہ بدر ملت کا مروج تھا زمانے بھر میں سکھ بدر ملت کا کبھی غافل نہ تھا کوئی دقیقہ بدر ملت کا اسے بھی کچھ نہ کچھ مل جائے صدقہ بدر ملت کا

(معارف بدر العلماء ۲۷۹)

محرم مبارک و نعمانی حق و باطل کی پہچان اور خوابوں کی بارات " غیث پیر ڈلوانے کے بعد اب رسائل بدر ملت و منشاب وغیرہ پر ملاحظہ کریں۔ - حضور اساذی الکرم کے چاروں کتابیں ۱۲۲۰ھ میں سلطان ۹۹۹ھ میں رضا اکیڈمی بمبئی کے ذریعہ شائع کروا کر ملک اور سرحد ملک کے مختلف مقامات پر تقسیم کر دی گئی تھی۔ - بھوان میں میں رسائل ① الجواب المبین عن سوال محمد امین (۲) الجواب النورانی عن سوال المحدث فی اور (۳) علیہ ربانی در مقامہ نوزانی "فتاویٰ بدر العلماء" کے ۱۶۱ تا ۱۷۱ ص ۲۱۲ تا ۲۲۳ اور ۳۲۹ تا ۳۵۳۔ محرم و نعمانی شائع کروا دیا ہوں فارسیں اس میں ملاحظہ کر سکتے ہیں اور جو تھار سال ردّ ثنویہ الایمان سے متعلق اسہم تاریخی دستاویز مع نوزانی فتویٰ اس وقت ملائیت میں نایاب ہے۔ -

یہ کتابیں کس موضوع پر ہیں یہ کتاب کے نام ہی سے اہل علم پر ظاہر ہے اہل ذوق حق ضرور مطالعہ کریں اور اپنے دین و ایمان میں تازگی پیدا کریں۔ -

” الحمد للہ رب العالمین آپ تھلک فی الدین کے شہسوار تھے۔ گویا ایمان و عقیدے کی تھلک، مذہب و مسلک میں کھرا بن ان کی گھٹی میں بلا دیا گیا تھا۔ سفر ہو یا رزم و بنرم کہیں بھی آپ تھلک سے ایک بال برابر نہ ہٹتے۔ آپ کے کمال تھلک کا عالم یہ تھا کہ جس نے بھی مشورہ اس وقت آپ کی بارگاہ میں گزارنے کا موقع پالیا وہ بھی تھلک فی الدین کا کچھ حصہ پا گیا۔ درسگاہ ہو یا کرسی خطابت، مجمع ہو یا محفل خواص، ہر جگہ اور ہر موقع پر دینی تھلک کی اہمیت اجاگر فرماتے۔ اور لوگوں کو اسلامی دشمنوں مثلاً وہابیوں، دیوبندیوں، قادیانیوں، ہندوؤں، نیچریوں، صلیبیوں، دہریوں

سایہ افگن تھے ملائکہ بھی جنازے میں تھے
 ہے یہ تیرا مرثیہ لے بدرت بدر دین
 بدرت کے جنازے میں گئی تھیں مکھیاں
 آپ کی ہے یہ کرامت بدرت بدر دین
 ماہ رمضان میں ہوا ہے بدرت احوال + واہ کیا ہے مرثیہ ہے بدرت بدر دین

خدیووں، غیر عقلوں کے فاسد عقائد و افکار سے روشناس کراتے اور ان سے بچنے کی ہدایت
 کرتے۔ شہرِ آرا، تقریرِ آہر طرح ان کی تردید کرتے۔ آکا پران کی ساری کتابیں مثلاً سوانح اعلیٰ حضرت
 فیض الادب، جوہر المنطق، نعیج ادب اور فنا وے بقیں ثبوت ہیں۔
 جناب قاضی الطیو الحق عثمانی مرحوم کے نام ایک خط میں فرماتے ہیں: —
 میں مسلک رضویت کا حامی ہوں اور اسی مقدس مسلک پر چلنے کی کوشش کرتا ہوں
 مسلک رضویت جہاں ایک طرف سنیت میں تضاد اور فرقہ گرائے باطلہ و باطلی، دیوبندی،
 رافضی، ندوی، مودودی وغیرہ سے دور و نفور رہنے کی سخت تاکید کرتا ہے۔
 وہیں دوسری طرف عمل و کردار کو صاف ستھرا رکھنے کا مطالبہ بھی کرتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)
 آپ کی دینداری کے احوال مذکورہ بالا علو و روشن و عیاں ہو گئے۔ لہذا مسائل بدرت
 بالاسبغاب توجہ کے ساتھ پڑھیں اور آپ کے اعمال کے بعد بھی آپ کا روحانی، عرفانی
 فیوض و برکات سے مالا مال ہوں۔

آپ کے برادرِ اقدس علامہ حکیم ابوالبرکات محمد نعیم الدین صاحب رضوی علیہ الرحمہ آپ کی شان میں منقبت یوں
 تحریر فرماتے ہیں۔

آد وہ میر شریعت ہم سے رخصت ہو گئے	مقدراتے رہسنت ہم سے رخصت ہو گئے
آہ وہ علی جلالت ہم سے رخصت ہو گئے	جن کی علی شخصیت کا ہے زمانہ معترف
آہ وہ زبیر امامت ہم سے رخصت ہو گئے	جن فتویٰ اور فتویٰ واجب تقلید ہے
آد وہ بدر فضیلت ہم سے رخصت ہو گئے	جن علم و فضل کا شہرہ ہے ہندو پاک میں
آہ وہ در صداقت ہم سے رخصت ہو گئے	جن کی حق گوئی صداقت پہ جھکا باطل کا سر
آہ سیف شجاعت ہم سے رخصت ہو گئے	خبر یوں کے حق میں تھے جو سیف ہندی مسلم بار
آہ وہ شمع ہدایت ہم سے رخصت ہو گئے	جن کا ارشاد و عمل نسل مشعل راہ نجات
وہ معلوم تھے بخلعت ہم سے رخصت ہو گئے	رہے نعم قادری کہہ دے یہ مانتے وصال

اس کتاب کو بھی نیتِ سیر لا کر عالمِ اسلام میں پھیلائے کلام پیر ایمانی و دینِ عرفان و رضا صاحب قادری نے ہی انجام دیا ہے۔ مولائے کرم
 ان کی اور ہم سب کی سعی جمیل کو قبول فرمائے اور اجر جنیل اور جزائے جمیل سے سرفراز فرمائے اور اخیر وقت تک
 اسی طرح اپنے دین کے تحفظ و ثبات اور نشر و اشاعت میں معروف و مکرم خاتمہ بالخیر فرمائے اور سید بخشش میں سرکارِ اعظم
 پیارے مصطفیٰ علیہ السلام و التنازل کی شفاعت نصیب فرمادے۔ آمین ختم آمین

پیش کردہ: فقیر عبدالحق قادری رضوی۔ قادری منزل۔ رفیع گنج۔ ضلع اورنگ آباد۔ بہار۔ انڈیا
 ۲۔ رشوال سہ ماہیہ جو مطابق ۹ مئی ۱۹۷۷ء
 یومِ ہامیت کش دوشنبہ مبارک
 Mod:- 9764135477
 6204351217

بیاض :- تاجدار اہل سنت شہزادہ علی حضرت سرکار حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہما

الجواب المبین عن سوال الحج المبین

مع

الجواب النورانی عن سوال الہدای

از

حضرت علامہ مولانا مفتی کمال الدین احمد قبلہ قادری رضوی نوری
خلیفہ اجل سرکار حضور مفتی اعظم ہند علیہا الرحمۃ و الرضوان
سابق صدر المدینہ مکہ مکرمہ غوثیہ بڑھیا کھنڈری بازار
ضلع سدھارتھ نگر، (لویہ)

مرتبہ

حضرت مولانا عبدالصمد قادری الرضوی النوری خادم مدرسہ
اہلسنت قادریہ رضویہ، رضا نگر روڈ قصبہ فیج گنج، اوڑنگ آباد بہار

شائع کردہ

رضا الیڈی ۲۶ کامبیکر اسٹریٹ ممبئی ۴۰

عرض مرتب

لحی میں عشق رخ شکہ داغ لیکے چلے اندھیری رات سنی تھی چراغ لیکے چلے
تیرے غلاموں کا نقش قدم ہے راہِ خدا وہ کیا بہک سکے جو سیراغ لیکے چلے
زیر نظر رسائل نقیب مسلک اعلیٰ حضرت حضور بدرملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی
ایمان افروز تصنیفات میں جس میں "مقالہ نورانی مع رد تقویۃ الایمان" کو یکجا کر کے ۱۴۱۹ھ
عرس رضوی کے مبارک موقع پر بذریعہ رضا اکیڈمی میں نے طبع کروایا۔ اور "الجواب المتین"
تقریباً ۵۰ سال قبل دار المصنفین براؤں شریف ضلع بستی (یوپی) کے ذریعہ ۱۳۷۰ھ میں شائع
ہوا تھا اور "الجواب النورانی" غیر مطبوعہ رسالہ ہے۔ اب بفضلہ تعالیٰ ولعون سکرار مصطفیٰ
علیہ التحیۃ والثناء کتابت جدید کے ساتھ افادہ مسلمین کے لیے فقیر قادری غفرلہ ان تمیتی
جواہر پاروں کو یکجا کر کے "رسائل بدرملت" کے نام سے شائع کرنے کے لیے رضا اکیڈمی
ممبئی کو حوالہ کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

مولیٰ تبارک وتعالیٰ ان ایمان افروز تصنیفات و تالیفات کو مقبول خاص و
عام کرے اور جملہ معاونین بالخصوص براہِ طریقت الحاج سعید بھائی لوری اور ارکان
رضا اکیڈمی کو دنیا و آخرت کے ہر بلا و ہر مصیبت سے بچائے اور آخرت کی ہر خوشی
اور ہر نعمت عطا فرمائے۔ اور خلوص کے ساتھ مسلک رضویت کی ترویج و اشاعت
کرتے ہوئے خاتمہ ایمان و سنت پر نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

فقط :- عبدالصمد القادری رضوی النوری

خادم مدرّس المہنت قادریہ رضویہ رضا نگر روڈ

رفیع گنج — ضلع اورنگ آباد — بہار

۲۳ ذی الحجہ ۱۴۲۲ھ — یوم جمعہ

وارد حال دہلی

تنازع گرامی

فیترت حضرت مولانا مفتی بلال الدین قادری صاحب دہلی

بانی

دارالعلوم امجدیہ اہلسنت ارشاد العلوم مقام وڈا کھانہ اوجھان گنج بستی بولپی

بِسْمِہِ تَعَالٰی وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْاَعْلٰی
حضرت علامہ مولانا بادر الدین احمد صاحب قبلہ قادری رضوی گورکھپوری
قدس سرہ اپنی جماعت کے ایک جلیل القدر عالم دین تھے اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ
وَالْبُغْضُ فِی اللّٰہِ ان کا شعار زندگی تھا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث
بریلوی رضی عنہ ربّہ القوی کے شیدائی و فدائی تھے اسی بنیاد پر انھوں نے بڑی
عرق ریزی سے کتاب ”سوانح اعلیٰ حضرت“ تصنیف فرمائی جو بہت زیادہ مقبول
ہوئی۔ وہ اسلام و سنت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی تبلیغ و اشاعت میں ہر
وقت سرگرم عمل رہے۔

طلبہ کی بنیادی تعلیم اچھی ہو اس کا بہت زیادہ خیال رکھتے تھے
اسی لیے فیض الرسول براؤں شریف کے زمانہ قیام میں میزان و منشعب
ہمیشہ خود پڑھاتے اور تسہیل لمصادر فارسی کی تعلیم ہمارے ذمہ کرتے۔
اہل سنت و جماعت کے چھوٹے بچوں کی تعلیم کے لیے کوئی نصاب
نہ تھا اسی لیے مدارس اہل سنت میں صلح کلیوں اور بد مذہبوں کی گمراہ کن کتابیں
پڑھائی جا رہی تھیں تو انھوں نے اردو زبان کی تعلیم کے لیے تعمیر ادب لکھا
اور دینیات کی تعلیم کے لیے مجھ سے نورانی تعلیم لکھوایا۔ جو بحمدہ تعالیٰ ہند

و پاکستان کے علاوہ افریقہ، امریکہ اور فرانس و برطانیہ وغیرہ میں بھی داخل ہوا ہو چکی ہیں۔ پھر اس کے بعد آپ نے تعمیر قواعد بھی تصنیف فرمایا جس کے پڑھنے سے فارسی اور عربی کی بنیادی کتابوں کا سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔

بہت سے طلبہ کو مضاف و مضاف الیہ موصوف و صفت، فعل و فاعل اور مفعول وغیرہ کی بھی تمیز نہیں ہوتی یہاں تک کہ کسی دارالعلوم سے انھیں عالم و فاضل ہونے کی دستار و سند مل جاتی ہے حالانکہ وہ عربی عبارت کی ایک سطر کا بھی صحیح ترجمہ نہیں کر پاتے۔ اس خرابی کو دور کرنے کے لیے انھوں نے کئی ابتدائی درسی کتابیں لکھیں جو بہت مفید ہیں اور ملک بیرون ملک کے مدارس عربیہ میں داخل درس ہیں۔ اور بے عمل عالم سے چونکہ دین اسلام کو بڑا نقصان پہونچا ہے اس لیے وہ طلبہ کو عالم باعمل بنانے کی ہر ممکن کوشش کرتے اور ان کے کردار و عمل پر بہت کڑی نگاہ رکھتے۔ اور انھوں نے حصول زر کو اپنی زندگی کا مقصد نہیں بنایا بلکہ اسلام و سنت کی خدمت اور ملک اعلیٰ حضرت کی تبلیغ و اشاعت کو اپنی زندگی کا اصل مقصد قرار دیا۔

غرضیکہ وہ بے شمار خوبیوں کے مالک تھے۔ ان کی ہر خوبی پر ایک مفصل مضمون لکھا جاسکتا ہے۔ مگر ہم اپنی گونا گوں مصروفیات کے سبب عزیز گرامی مولانا صوفی عبدالصمد قادری مرتب مضامین بدرملت کی خواہش پر صرف یہ چند بے ربط جملے تحریر کر دیے۔

و غایے کہ خدائے عزوجل حضرت مولانا کے صاحبزادے محمد سلمہ عرف نورانی شاہ کو ان کا صحیح جانشین بنائے۔ اور ان کے فیوض و برکات کو رہتی دنیا تک عام و نام فرمائے۔ اور مولانا صوفی عبدالصمد قادری کو مضامین بدر ملت کی ترتیب پر اور رضا اکیڈمی ممبئی کے اراکین خصوصاً الحاج محمد سعید صاحب نوری

کو اس کی اشاعت پر اجر جزیل و جزائے علیل سے سرفراز فرمائے۔ آمین بخیر و برکت
سَلَامًا وَسَلَامًا صَلَوَاتُ اللَّهِ تَعَالَى وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ ط

جلال الدین احمد امجدی

مرکز تربیت افتاء دارالعلوم امجدیہ ارشد العلوم اوجھانج بستی، سرادی القعدہ

تاشکرگاہی

شہزادہ حضور شعیب الاولیاء حضرت علامہ مولانا الحاج غلام عبدالقادر صاحب قبلہ علوی سجادہ نشین
خانقاہ و ناظم اعلیٰ دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف، ضلع سدھارتھ نگر، یوپی

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلَى رَسُوْلِكَ الْكَرِيْمِ وَآلِهِ الْفَخِيْمِ ط

محبت محترم حضرت مولانا عبد الصمد صاحب قادری زیدت محاسنہ نے اسناد گرامی ریس لائقاً
حضرت علامہ بدر الدین احمد رضوی قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان کے مضامین اور موصوف علیہ الرحمہ کے مختصر
سوانح حیات پر مشتمل کتاب ”مضامین بدر ملت“ پر اپنے تاثرات تحریر کرنے کا حکم فرمایا۔ فقیر علوی کو اس
اعتراف میں کوئی جھجک نہیں بلکہ اس سعادت پہ نازاں ہے کہ اس کے دینی، مذہبی حیثیت سے
شخصیت سازی اور کردار سازی میں حضرت بدر ملت علیہ الرحمہ کا نمایاں کلیدی کردار رہا ہے۔ حضور شعیب الاولیاء
علیہ الرحمہ نے حضور بدر ملت علیہ الرحمہ کو میرا تالیق خاص مقرر فرما کر مجھے انہیں کے سپرد کیا ان کے گراں قدر
مضامین جو اصلاحی طور پر شاہکار کا درجہ رکھتے ہیں فقیر کے لیے دوسرے چشم ہیں بلکہ موجودہ دور میں
جماعت اہل سنت کی اہم ضرورت ہیں۔ میں ذاتی طور پر مولانا عبد الصمد صاحب قادری اور برادرم سعید نوری
صاحب کا ممنون ہوں جنہوں نے اس اہم اشاعت کے ذریعے ہم سبھی تلامذہ بدر ملت اور ضروریات
امت کا بھرپور حق ادا فرمایا۔ پروردگار حضور بدر ملت علیہ الرحمہ کے درجات بلند فرمائے ان کی
تصانیف کی برکتوں کو عام فرمائے نیز ان کے صاحبزادگان بالخصوص حضرت صاحبزادہ نورانی میاں صاحب
معلم فیض الرسول اور حضرت مولانا جمال الدین صاحبان کے ذریعے ان کے سرچشمہ فیض کو جاری رکھے۔ آمین
غلام عبدالقادر علوی، سجادہ نشین خانقاہ فیض الرسول براؤں شریف، نزہت کرا، بھٹی
۱۴ ذی الحجہ ۱۴۱۹ھ مطابق ۳۰ اپریل ۱۹۹۹ء

نقل تحریرِ عالیجناب محمد ابن صاحب

سابق ناظمِ اعلیٰ مدرسہ فضلہ جمانیہ پکڑوا (گوندہ)

مجاہد ملت حامی سنت جناب مولانا بدرالدین احمد صاحب مدرس مدرسہ فیض الرسول براؤں السلام علیکم عرض ہے کہ میں موضع سہنیاں کلاں کا باشندہ ہوں دنیا مجھے جو کچھ کہے لیکن میں اپنے کو سنی مسلمان تصور کرتا ہوں۔ میں نے اپنی چالیس سالہ زندگی میں مسجد کے اندر محراب یا منبر پر کسی لگا کر تقریر کرتے ہوئے نہیں دیکھا لیکن کل میں نے حضرت کو ایسا طریقہ استعمال کرتے دیکھا اس وقت میرے دل میں ایک عجیب سی کیفیت پیدا ہوئی اور طرح طرح کے خیالات دل و دماغ میں پیدا ہوتے رہے کہ ممکن ہو بانی اسلام نبی کریم رؤف الرحیم یا خلفائے راشدین یا آئمہ دین نے ایسا کیا ہو۔ اس لیے اپنے کم علمی کے باعث اس وقت سکوت میں رہا کہ موقع ملنے پر میں آپ سے دریافت کروں۔ لیکن میری عظیم الفرصتی نے مجھے اتنا موقع نہ دیا کہ میں جناب سے اصالتاً مل کر اپنے دل کی بحرانی کیفیت کو سکون کر سکوں ایسی صورت میں ذریعہ تحریر خدمت میں ملتس ہوں کہ مجھے اس سے آگاہ فرمائیں۔ اگرچہ آئمہ دین میں سے کسی نے ایسا کیا بھی ہو تو کوئی معذوری تو نہیں تھی کہ جس کی شرع نے اجازت دے دی ہو مجھ ایسا کم پڑھا اور کورا مسلمان تو یہی خیال کرتا ہے کہ مسجد نیز محراب و منبر جائے ادب ہے علاوہ اس کے یہ بھی خیالات پرواز کرتے

اے سائل نے لفظ معذور کو ذال کی بجائے ذاء سے لکھا ہے۔ اس لیے اس لفظ کو اسی طرح لکھا گیا۔
(لفظ عبد القدیر تادری)

رہتے ہیں کہ مجاہدین ملت سالبین نے اشاعت اسلام اور مسئلہ مسائل کے سلجھانے میں بڑی بڑی قربانیاں دی ہیں اور اکیں مانہ آج ہے کہ ایسے ایسے نوجوانان ملت اتنی بھی مشقت برداشت نہیں کر سکتے کہ مسجد کے احترام کے خاطر کرسی کے بجائے کھڑے ہو کر اپنی مواعظ حسنیٰ سے عوام کو مستفید کر سکیں میں آپ سے امید رکھتا ہوں کہ آپ میری اس تحریر کو گرمی کے بجائے دل و دماغ کے روشنی میں پڑھ کر اور نہایت نرمی سے معقول جواب سے مستفید فرمائیں گے اور اس بات پر فخر کریں گے کہ جاہل دیہاتی مسلمان اس قابل تو ہے کہ جو باتیں سمجھ میں نہیں آتیں اسے پونچھنے کی ہمت رکھتا ہے۔ آئندہ رائے عالی فقط

احقر محمد امین خاں سسہنیاں کلاں

مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۳۵۹ھ

مکتوب الیہ کے پتے کی عبارت
محترم معلم جناب مولینا بدر الدین صاحب صدر مدرس مدرسہ براؤن
(وارد حال) مقام کھا کھا دی بھانہ

لے سائل نے اپنے نام پر یہ کاشا راہ کیا ہے۔

اَللّٰهُ رَبُّ مُحَمَّدٍ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ عِبَادُ مُحَمَّدٍ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَعَلٰى ذَوِيْهِ وَصَحْبِهِ اَبَدًا دُوْنًا وَكُرَمًا

جواب

جناب محمد امین خان صاحب سابق ناظم اعلیٰ مدرسہ فضل رحمانیہ پیر و بازار ضلع گونڈہ
بَعْدَ مَا هُوَ الْمَسْنُونُ گزارش ہے کہ ہم کو آپ کی ایک طویل تحریر وصول
ہوئی جس میں جاہل اور دیہاتی بننے کے باوجود آپ نے بخیال خویش اپنی تحقیقات
اور تدقیقات کا ایک وسیع سلسلہ قائم فرمایا ہے اور مسئلہ زیر بحث کے عدم جواز پر
ایک لمبا چوڑا طومار باندھ دیا ہے حالانکہ قانوناً آپ کو صرف اتنا دریافت کر لینا تھا
کہ مسجد کے اندر محراب و منبر سے متصل کرسی پر بیٹھ کر تقریر کرنا جائز ہے یا نہیں
جب میں نے مسجد کے اندر کرسی پر بیٹھ کر تقریر کی اور اس پر آپ کے دماغ
میں طرح طرح کے سوالات اور دل میں قسم قسم کے خیالات پرواز کرنے لگے تو ایسی صورت
میں آپ کو جواز یا عدم جواز کے بارے میں دریافت کر لینا کافی تھا لیکن صاف طور
پر پوچھنے کی بجائے آپ نے محض اپنی رائے، صرف اپنے قیاس اور تجربات
سے عدم جواز پر پورا پورا زور صرف کر ڈالا اور ایک عظیم الشان اسلامی علمی درسگاہ
کے ذمہ دار سنی عالم کو کہیں کھل کر کہیں چھپ کر اپنے خیالات کی روشنی میں مسجد
نیز محراب و منبر کا ادب نہ کرنے والا قرار دیا اور بیٹھ کر تقریر کرنے میں اس کو
آرام طلب، ذرا سی مشقت برداشت نہ کرنے والا لکھ کر مورد الزام و ہدف

ملا مت ٹھہرایا۔ اور پھر جاہل اور دیہاتی کی آڑ لے کر اپنی انھیں جسارتوں اور جراتوں پر آپ نے فخر کیا اور اسے بھی ناز کرنے کا مشورہ دیا ہے۔ پھر آپ نے پوچھا بھی تو یہ کہ حضور ﷺ علیہ وسلم یا صحابہ کرام یا ائمہ اسلام میں سے کسی سے ثابت ہے کہ ان حضرات نے بلا عذر کرسی پر بیٹھ کر مسجد کے اندر تقریر کی ہے جس کا کھلا ہوا مطلب یہ ہو کہ مسجد کے اندر کرسی پر بیٹھ کر اسی وقت جائز ہوگی جب کہ حضور یا صحابہ کرام یا ائمہ عظام سے مسجد کے اندر کرسی پر بلا عذر بیٹھ کر تقریر کرنا ثابت ہو ورنہ نہیں کیونکہ آپ کے نزدیک اگر جواز کی کوئی دوسری صورت بھی ہوتی تو آپ قانون شرع دریافت کرتے ان حضرات کا صرف عمل نہ پوچھتے۔

سابق ناظم صاحب! ہم نے آپ کا ہی تیار کردہ آئینہ آپ کے پیش نظر کر دیا ہے۔ اس میں غور سے دیکھ کر بتائیے کہ

- ۱۔ کیا جاہل اور دیہاتی اپنے سنی عالم کے ایک جائز عمل کو دیکھ کر اپنے دل میں اس کے خلاف طرح طرح کے خیالات پیدا کرے گا؟
- ۲۔ کیا جاہل اور دیہاتی اپنے سنی عالم کے ایک جائز فعل پر اپنی چالیس سالہ زندگی کے تجربات سے عدم جواز کا اثر ڈالے گا؟
- ۳۔ کیا جاہل اور دیہاتی ایک سنی عالم کے عمل کو محض اپنی رائے صرف اپنے قیاس سے عدم جواز پر ڈھائے گا؟
- ۴۔ کیا جاہل اور دیہاتی ایک ذمہ دار سنی عالم کو مسجد اور منبر کا جادب ہونا سمجھائے گا؟
- ۵۔ کیا جاہل اور دیہاتی آداب مسجد و منبر کے قوانین خود وضع کرے گا؟
- ۶۔ کیا جاہل اور دیہاتی اپنے جی سے گڑھے ہوئے اصول کی بناء پر ایک

ذمہ دار مئی عالم کو مورد الزام و بدھن ملامت ٹھہرائے گا؟
 ۷۔ کیا جاہل اور دیہاتی کسی فعل کو اسی وقت جائز مانے گا جبکہ اس فعل کا
 کرنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یا صحابہ معظمین یا ائمہ دین سے ثابت

ہو؟

۸۔ کیا جاہل اور دیہاتی اپنی بے جا جسارت اور ناروا جرأت پر اس لئے
 فخر کرے گا کہ اس نے ایک جائز فعل کو اپنے زورِ قلم سے ناجائز ثابت

کر دیا ہے؟

حیرت یہ ہے کہ آپ نے مضمون میں اہل قلم جیسا زور باندھنے کی کوشش
 فرمائی لیکن گرفت سے بچنے کے لیے جاہل اور دیہاتی بن گئے تاکہ آپ جو چاہیں لکھ جائیں
 مگر آپ سے باز پرس نہ کی جاسکے سخت افسوس ہے کہ آپ کسی زمانہ میں ایک عربی درس گاہ
 کے ناظم بھی رہ چکے ہیں لیکن علماء سے مخاطبت اور مکاتبت کا صحیح راستہ آپ اختیار
 نہ کر سکے۔ مولیٰ عزوجل آپ کو مردم شناسی کے جوہر سے بہرہ ور فرمائے اور آپ کو
 اپنے محبوب راستے پر چلنے کی توفیق دے۔ اب میں آپ کی عبارتوں کو پیش کر کے
 تبصرہ کروں گا تاکہ ان کی خامیاں آپ پر روشن ہو جائیں اور آئندہ اس قسم کے
 اقدام سے اجتناب فرمائیں لہذا مخلصانہ گزارش ہے کہ جوش مخالفت سے مغلوب اور
 جذبہ حق پرستی سے معمور ہو کر دل اور دماغ کو ٹھنڈا کر کے نہایت غور و فکر کے ساتھ ہمارے
 معروضات کو ملاحظہ فرمائیں اور حق سمجھ میں آجائے تو قبول کرنے سے ہرگز دریغ نہ
 کریں۔ واللہ الموفق وهو المعبین

آپ نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ

”دنیا مجھے جو کچھ کہے لیکن میں اپنے کو مئی مسلمان تصور کرتا ہوں۔“

اس عبارت میں آپ نے اپنے کو ”لیکن“ کہنے کے بعد سُنی ظاہر کیا ہے جو اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ لوگ آپ کی سنّت کے بارے میں چہ می گوئیاں کہتے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ بہت سے حضرات اپنے کو سُنی بتاتے ہیں لیکن اُن کا سُنی بننا شرعاً تسلیم نہیں کیوں کہ وہ لوگ دیوبندی وہابی مولویوں کے کفری عقائد سے آگاہ ہو کر ان کو کافر نہیں مانتے بلکہ جو بھی سُنی مسلمان دیوبندیوں کو شرعی حکم کی بناء پر کافر کہتا ہو اس کو گالی بکنے والا بُرا بھلا کہنے والا قرار دیتے ہیں تو بتائیے کہ بھلا ایسے لوگ سنی مسلمان ہیں؟ حاشا وکلاً ہرگز نہیں۔ میری اس مختصر گزارش نے ظاہر ہو گیا کہ اپنی مذہبی پوزیشن واضح کرنے کے سلسلے میں آپ کا مذکورہ بالا جملہ صاف ستھرا نہیں ہے۔

اگر آپ یوں لکھتے کہ:-

”دنیا مجھے وہابی کہتی ہے لیکن دنیا کا یہ کہنا غلط ہے کیوں کہ میں سُنی مسلمان ہوں پیشوایان وہابیہ دیوبندیہ جنہوں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اعلیٰ شان میں گستاخی کی ہے انھیں کافر مانا ہوں“

تو آپ کا یہ انداز بیان آپ کی سنّت کے بارے میں موتیوں کی طرح چمکنا اور آپ کا اظہار بے غبار تسلیم کرنا پڑتا۔ اس سلسلے میں آپ کا یہ عذر قابلِ سماعت نہیں کہ ”میں ایک جاہل دیہاتی ہوں مجھے اس قسم کی عبارت ترتیب دینے کا سلیقہ نہیں“ کیونکہ آپ ایک عزلی در سگاہ کے ناظم رہ چکے ہیں۔ پھر مزید براں آپ کی ایک طویل و عریض تحریر میرے پیش نظر ہے۔ اظہار سنّت کا مندرجہ بالا طریقہ اس لیے متعین ہوا تاکہ وہابیت دیوبندیت سے بالکل امتیاز ہو جائے کیونکہ خود کٹر اور متعصب وہابی دیوبندی بھی اپنے بارے میں ”سُنی“ کا لفظ بے دھڑک استعمال کرتے رہتے

ہیں پھر آپ کا یہ کہنا کہ ”دنیا مجھے جو کچھ کہے“ تو اس کے بارے میں عرض ہے کہ یہ جو کچھ کہنے والے سنی ہیں یا وہابی؟ اگر وہابی ہیں تو آپ کو ان کے کہنے کی کیا پرواہ؟ اور اگر سنی ہیں تو چڑھنے جھنجھلانے کی بجائے اپنے اندر سنیت کی خامیوں اور کوتاہیوں کو تلاش کر کے ایک ایک بائیکاٹ کر دیجئے۔

خوب سن نشین کر لیجئے کہ سنی ہو کر آپ ایسا طرز عمل اختیار نہیں کر سکتے کہ جس سے دوسرے مسلمانوں کو آپ کی سنیت میں بدگمانی کا موقع ملے اور اپنے ہی منہ ”میاں مٹھو“ بننا نیز سنی مسلمانوں سے الگ راستہ چلنا ایمان والوں کو زب نہیں دیتا۔ وہابیوں دیوبندیوں کے بارے میں عام طور پر لوگوں کا خیال یہ ہے کہ وہ فاتحہ، نذر و نیاز، عرس، محفل میلاد شریف، قیام تعظیمی وغیرہ کرنا ناجائز قرار دیتے ہیں۔ اسی خیال کی روشنی میں عوام کا حال یہ ہے کہ جس وہابی نے میلاد شریف پڑھ دیا یا قیام تعظیمی کر دیا اس کو متصَلَب سنی قرار دیتے ہیں اور اس وہابی کے خلاف ایک کلمے بھی سننا گوارا نہیں کرتے لیکن حقیقت حال وہ نہیں جو عوام نے سمجھ رکھا ہے بلکہ اصل واقعہ یہ ہے کہ وہابیوں دیوبندیوں نے فاتحہ، عرس اور محفل میلاد اقدس کو ناجائز کہنے کے ساتھ ساتھ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و انبیاء و عظام اور اولیاء کرام کی شان میں کھلی ہوئی گستاخی، بے ادبی اور توہین کی، نیز لکھ کر چھاپا اور شائع کیا اور اپنے اقوالِ شنیعہ سے پورے ہندوستان میں فتنہ اور فساد کی آگ بھڑکادی ہے تو وہابی اور دیوبندی توہین کرنے کی وجہ سے کافر و مرتد ہیں نہ کہ فاتحہ اور عرس کے انکار سے۔ اب وہابیوں کی گستاخیاں ملاحظہ ہوں مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب حفظ الایمان ص ۱۱ میں حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے کل علم غیب کا انکار کیا اور بعض علم غیب کے بارے لکھا کہ۔

”اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر و بلکہ ہر صبی و مجنون

بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔“

غور فرمائیجئے کہ تھانوی صاحب نے حضور کے لیے بعض علم غیب تسلیم کرتے ہوئے صاف لکھ مارا کہ اس میں حضور کی کوئی خصوصیت نہیں کیوں کہ بعض علم غیب تو بدھو، نتھو بلکہ تمام بچوں، پاگلوں، جانوروں اور چوپایوں کو بھی حاصل ہے۔ تھانوی صاحب نے حضور کے علم غیب کو بچوں، پاگلوں اور جانوروں کے علم غیب سے مشابہت دے کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شدید توہین کھلی ہوئی گستاخی کی اور بحکم شرع کافر و مرتد قرار پائے۔

لکھنؤ۔ وہابیوں کے سرغنہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص ۱۸ میں فرماتے ہیں۔

”یہ عقیدہ رکھنا کہ حضور علیہ السلام کو علم غیب تھا صریح شرک ہے۔“

اور یہاں مولوی تھانوی صاحب نے اپنی کتاب حفظ الایمان ص ۱۸ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے علم غیب ثابت کیا ہے بلکہ تھانوی صاحب تو بچوں، پاگلوں اور تمام جانوروں کو لیے علم غیب ثابت کرتے ہیں تو تھانوی صاحب گنگوہی صاحب کے نزدیک صریح مشرک اور اہل سنت کے نزدیک کھلے کافر و مرتد ہیں۔ فَاَعْتَبِرُوا يَا اُولِيَ الْاَبْصَارِ۔

اس مقام پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جناب گنگوہی صاحب کے اس فتویٰ کی بھی تھوڑی سی مرمت کر دی جائے۔ اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے: عَلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا اِلَّا مِمَّنْ ارٰضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ ۚ يَعْنِي غَيْبًا جَانِبًا ۚ وَاللّٰهُ تَوَدَّ اَنْ يَّعْلَمَ الْغَيْبُ بِرَبِّكَ ۚ يٰٓرَبُّكَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۚ

دیوبندی حضرات اپنی آنکھوں سے دیوبندیت کے پردے ہٹا کر دیکھیں قرآن عظیم اعلان فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے غیب کا جاننا برگزیدہ رسولوں کے اختیار میں کر دیا ہے وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ امام قاضی عیاض شفا میں امام قسطلانی مواہب میں فرماتے ہیں۔ النَّبُوَّةُ هِيَ الْإِطْلَاعُ عَلَى الْغَيْبِ یعنی نبی وہی ہے جو غیب پر مطلع اور آگاہ ہو۔

عربی کی مشہور لغت المنجد مطبوعہ بیروت (ملک شام) ص ۸۴ میں ہے النَّبِيُّ الْمُخْبِرُ عَنِ الْغَيْبِ۔ ”یعنی غیب کی باتیں بتانے والے کو نبی کہتے ہیں۔“
استاذ دارالعلوم دیوبند مولوی عبدالحفیظ بلیاوی اپنی کتاب مصباح اللغات صفحہ ۸۳ پر لکھتے ہیں نبی کے معنی ہیں

”اللہ تعالیٰ کے الہام سے غیب کی باتیں بتانے والا“

لیجئے عربی لغت ہی نے فیصلہ کر دیا کہ بالہام الہی غیب کے جاننے والے اور غیب کی باتیں بتانے والے کو ”نبی“ کہتے ہیں۔ تو جو شخص حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو غیب کا جاننے والا اور غیب کی باتیں بتانے والا نہ ملنے وہ سرے سے حضور کی رسالت اور نبوت ہی کا منکر ہو کر کافر و مرتد ہے۔ فَعُوْذُ بِاللّٰهِ تَعَالٰی مِنْ ذٰلِكَ

مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے شیطان اور ملک الموت کے لیے ساری زمین کا علم مانتے ہوئے لکھا کہ

”شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت و علم کی زیادتی جو ساری زمین کو شامل ہے (نص

(قرآن و حدیث) سے ثابت ہے فخر و عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام

نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔“ (براہین قاطعہ ص ۵۵)

دیکھ لیجئے دونوں وہابی مولوی شیطان اور فرشتہ موت کے علم کی زیادتی قرآن و حدیث سے ثابت مانتے ہیں اور حضور کے علم کی زیادتی تسلیم نہیں کرتے بلکہ انکار کرتے ہیں۔ جس کا کھلا ہوا صاف معنی یہ ہوا کہ دیوبندیوں کے نزدیک حضور کا علم پاک ملک الموت اور ابلیس لعین کے علم سے کم ہے۔ ان دونوں مولویوں نے حضور کے علم کو کم بنا کر سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گالی دی ہے جس کی وجہ سے یہ دونوں بھی بحکم شرع کافر و مرتد قرار پائے۔

مولوی قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند خاتم النبیین کے معنی آخر الانبیاء کا انکار کرتے ہوئے لکھا۔

”اگر بالفرض بعد زمانہ بنوی بھی کوئی بنی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں

(تخذیر الناس ص ۲۵)

کچھ فرق نہ آئے گا۔“

ساری دنیا کے تمام ایمان والوں کا قطعی یقینی اجماعی عقیدہ ہے کہ حضور آخری نبی ہیں لہذا حضور کے بعد کوئی نیا پیغمبر جدید نبی ہرگز ہرگز پیدا نہیں ہو سکتا کیونکہ اگر کوئی نبی پیدا ہو تو حضور کے آخری پیغمبر ہونے میں ضرور فرق آئے گا۔ مولوی نانوتوی کا پیش کردہ یہ عقیدہ خالص کفر ہے اور نہ ہی وجہ ہے کہ وہ بھی بحکم شرع کافر و مرتد قرار پائے۔ وہابیوں کی وہ کتاب جس کا مرتبہ ان کے خیال میں قرآن عظیم سے زیادہ ہے اس میں لکھا ہے۔

”ہر مخلوق بڑا ہوا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چارے بھی زیادہ

(تقویۃ الایمان ص ۱۴)

ذلیل ہے۔“

اسی کتاب میں دوسری جگہ ہے۔

”سب انبیاء و اولیاء اس کے یعنی اللہ کے روبرو ذرۃ ناچیز سے بھی کمتر ہیں“

(تقویۃ الایمان ص ۷۷)

وہابیوں کی مذکورہ بالا پانچوں عبارتوں سے آپ کو بخوبی اندازہ ہو گیا ہوگا کہ ان لوگوں نے گستاخی اور بے ادبی کرنے میں ساقین کفار کے ریکارڈ توڑ دیئے۔ یہی وجہ ہے کہ عرب و عجم کے علماء اہل سنت نے بالاتفاق فتویٰ دیا کہ مولوی مٹھانوی، مولوی گنگوہی، مولوی انبیٹھوی، مولوی نانوتوی اپنے عقائد کفریہ کی وجہ سے کافر و مرتد ہیں۔ جو شخص ان کے کفریات سے آگاہ ہو کر ان کو مسلمان سمجھے ان کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر و مرتد ہے (ملاحظہ ہو حسام الحرمین اور الصوامع المہدیہ) یاد رکھئے کہ دیگر کفار و مشرکین سے بدتر مرتدین ان سے رشتہ ناتاقائم کرنا، ان سے تعلقات رکھنا، ان کے پیچھے نماز پڑھنا، ان کی صحبت اختیار کرنا حرام شدہ حرام ہے۔ ان سے نفرت نہ رکھنا، ان کو برا نہ سمجھنا، ان سے بیزار نہ رہنا سنیت کے لیے زہر قاتل ہے۔

جب وہابیوں دیوبندیوں کو ان کے عقائد کفریہ کی وجہ سے مرتد قرار دیکر ان کے کافر ہونے کا اعلان کیا گیا تو ایمان والے ان پر اور ان کے عقیدوں پر لعنتوں کی بارش کرنے لگے۔ شرعاً وہابیوں پر فرض تھا کہ وہ اپنے عقائد کفریہ سے توبہ کر کے سنی مسلمان ہو جاتے لیکن توبہ کرنے کی بجائے انھوں نے مسلمانوں میں ایک نئی گمراہی پھیلانا شروع کر دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی پاک زندگی میں کسی کو کافر نہ کہا تو مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ بھی کسی کو کافر اور بُرا بھلا نہ کہیں۔ اس گمراہی پھیلانے سے وہابیوں کا مقصد یہ تھا کہ سنی حضرات انھیں کافر نہ سمجھیں اور نہ بُرا بھلا کہیں اور ہاں وہابی دیوبندی جتنا چاہیں اللہ کو اور رسول کو بُرا بھلا کہیں گا لیاں لکھیں چھاپیں اور شائع کریں۔ ان کی کوئی گرفت

نہ کی جائے وہابیوں کی اس پھیلانی ہوئی گمراہی کی بھی کچھ مرمت کر دینا چاہتا ہوں تاکہ حق اور باطل میں بالکل امتیاز ہو جائے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ پاک میں منافقین نے حضور کے علم غیب کا انکار کرتے ہوئے اس کا مذاق اڑایا۔ وہ کہتے تھے وَمَا يُدْرِيهِ بِالْغَيْبِ لَيْعْنِي "رسول کو غیب کی کیا خبر" اس پر آیت کریمہ نازل ہوئی قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ سْتَهْزِؤْنَ ۝ لَا تَقْعُدُوا قُلُوبَكُمْ فَكُنْتُمْ لِبَعْدِ آيَاتِنَا كَمَا كُنْتُمْ قُلُوبَكُمْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ یعنی اے محبوب! (ان کلمہ گو گستاخ مسلمانوں سے) فرمادو تم لوگ اللہ اور اس کی آیاتوں اور اس کے رسول کا کیوں مذاق اڑا رہے تھے۔ (اب کوئی) بہانہ نہ بناؤ تم لوگ مومن ہونے کے بعد کافر (اور مرتد) ہو گئے۔ (پارہ دسواں، سورہ توبہ)

آیت مندرجہ بالا کو غور سے پڑھ کر خوب سمجھنے کی کوشش کیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ ان کلمہ گو گستاخ مسلمانوں سے مخاطب ہو کر ان کے متبہ پر انھیں کافر کہو۔ وہابیوں سے پوچھئے کہ اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر حضور نے عمل کیا یا نہیں۔ اگر کوئی وہابی کہے کہ حضور نے اس حکم الہی پر عمل نہیں کیا (مَعَاذَ اللَّهِ مِنْهُ) تو آپ کہہ دیجئے کہ تو ڈبل وہابی ہو گیا اور اس کے منہ میں حِجَارَةٌ مِّنْ سِجِّينٍ ٹھونسنے کے لیے تفسیر صاوی شریف کی یہ عبارت سُنَادٌ يُّجِبُ كَمَنْ جَوَزَ الْمُعْصِيَةَ عَلَى النَّبِيِّ فَقَدْ كَفَرَ لِمُنَافَاتِهِ لِلْعَصْمَةِ الْوَاجِبَةِ (صاوی شریف ج ۱ ص ۱۶۶) یعنی جس نے نبی کے لیے نافرمان ہو سکنا مان لیا تو وہ کافر ہو گیا کیونکہ نبی کا نافرمان ہونا اس کی معصومیت ضروریہ کے خلاف ہے۔ اور اگر وہ وہابی کہے کہ حضور نے عمل کیا اور ہم کہتے ہیں کہ یقیناً عمل کیا تو گستاخ مسلمانوں کو حضور کا کافر کہنا بھی ثابت ہو گیا۔ وَبِاللَّهِ

الحُجَّة السَّامِيَّة.

رَوَى الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ
 قَالَ لَنَبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ قُرَيْظَةَ لِحَسَّانِ بْنِ ثَابِتٍ الْهَجْرِي
 الْمُشْرِكِينَ فَإِنَّ جَبْرِئِيلَ مَعَكَ (مشکوٰۃ شریف ص ۴۰۹)

یعنی امام بخاری اور امام مسلم حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں
 کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبیلہ قریظہ کے محاصرے کے دن حضرت حسان بن
 ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اے حسان! — تم (اپنے اشعار میں) مشرکین کی
 مذمت کرو یعنی ان کی برائی بیان کرو (اور کوئی یہ وادہ کرو) اس لیے کہ جبریل تمہاری حمایت
 میں ہیں۔

رَوَى الْإِمَامُ مُسْلِمٌ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَهْجُوا قُرَيْشًا فَإِنَّهُ أَشَدَّ عَلَيْهِمْ مِنْ رَسَقِ النَّبْلِ
 (مشکوٰۃ شریف ص ۴۰۹) یعنی امام مسلم حضرت سیدہ طاہرہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے
 روایت کرتے ہیں کہ حضور نے فرمایا (اے شاعر!) کفار قریش کی بُرائی بیان کرو اس
 لیے کہ یہ چیز ان پر تیر لگنے سے زیادہ سخت ہے۔

واضح ہو کہ مرتد جیسے وہابی دیوبندی کافر و مشرک سے انتہائی بدتر ہے تو جب
 حدیثِ کریم سے ثابت ہو گیا کہ کفار و مشرکین کے عیوب ظاہر کرنا ناجائز ہے تو پھر مرتدین
 کی مذمت کرنا ان کے عیوب بیان کرنا ان کو ملامت کرنا بُرا بھلا کہنا کیوں ناجائز ہوگا؟
 اصل حقیقت یہ ہے کہ ایمان والوں کو بُرا بھلا کہنا ضرور ناجائز ہے۔ کسی مومن کو کافر
 کہنا خود اپنے اوپر کفر لادنا ہے لیکن وہابیوں دیوبندیوں کے عقائد کفریہ سے آگاہ ہو کر
 ان کو مسلمان کہنا شرعاً خود کافر و مرتد بے دین ہونا ہے چونکہ عام مٹی مسلمانوں کو وہابی،

دیوبندی بہکانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اس لیے میں نے کچھ تفصیل سے اس مسئلہ پر روشنی ڈال دی ہے جو آپ کے لیے بوجہ طوالت بارگراں نہ ہونا چاہئے۔ وَاللّٰهُ هَاجِنِ
إِلَى سَبِيلِ الرَّشَادِ۔
آپ لکھتے ہیں

”میں نے اپنی چالیس سالہ زندگی میں مسجد کے اندر محراب یا منبر پر کرسی لگا کر تقریر کرتے ہوئے

ہیں دیکھا لیکن کل میں نے حضرت کو ایسا طریقہ استعمال کرتے دیکھا۔“

فرض کیجئے کہ آپ اپنی صد سالہ زندگی میں بھی ایسا طریقہ نہ دیکھے ہوں تو اس نہ دیکھنے سے مسجد کے اندر کرسی استعمال کرنے کے جواز یا عدم جواز پر کیا اثر پڑے گا۔ پھر یہ بھی تو بتائیے کہ آپ نے اپنی چھل سالہ زندگی میں اسلامی شہروں کی کتنی مسجدوں کی زیارت کی ہے تاکہ آپ کے نہ دیکھنے کی اہمیت کا کچھ اندازہ کیا جاسکے پھر یہ بھی ایک تعجب کی بات ہے کہ اسی سال ۱۸، اشوال المکرم ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۷ اپریل ۱۹۵۹ء کو آپ ہی کے موضع سہنیاں کلاں کی اسی مسجد میں جلسہ عام ہوا اور مسجد ہی کے اندر کرسی پر بیٹھ کر میں نے اور حضرت مولانا محمد صدیق احمد صاحب قبلہ (ناظم اعلیٰ دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف) نے تقریر کی اور خالانکہ

”چھل سال عمر عزیزت گزشت“

لیکن آپ نے نہ دیکھا نہ سنا؟

اگرچہ زیر نظر تحریر سوچ سمجھ کر مرتب ہوئی ہے لیکن شاید ذیل کے فقرے بے خیالی میں نوکِ قلم پر آگئے ہیں آپ بھی غور فرمائیے۔

۱۔ ”مسجد کے اندر محراب یا منبر پر کرسی لگا کر“

۲۔ ”لیکن کل میں نے حضرت کو ایسا طریقہ استعمال کرتے دیکھا۔“

یعنی میں نے محراب یا منبر پر کرسی رکھ کر تقریر کی یہ اگر دیدہ و دانستہ لکھا تو بالکل غلط ہے ورنہ صرف یادداشت کا فقدان ہے کیونکہ منبر سے ہٹ کر میرے لیے کرسی بچائی گئی تھی۔
آپ لکھتے ہیں۔

”لیکن کل میں نے حضرت کو ایسا طریقہ استعمال کرتے دیکھا اس وقت میرے دل میں

ایک عجیب سی کیفیت پیدا ہوئی اور طرح طرح کے خیالات دل و دماغ میں پیدا ہوتے رہے۔“
اسی کو کہتے ہیں ”بات کا بتنگڑ“ مسجد کے اندر کرسی پر بیٹھ کر تقریر کرنا اگر اس کو آپ ناجائز سمجھتے تھے تو دل میں طے کر لیتے کہ میں مولانا سے مطالبہ کروں گا کہ آپ ناجائز کام کیوں کرتے ہیں لیکن عجیب کیفیت طرح طرح کے خیالات پیدا کرنے کا ایک ضرورت پیش آگئی تھی۔ پھر یہ تو بتائیے کہ ایک عظیم الشان کُنی در سگاہ کے ذمہ دار عالم کے شرعاً جائز عمل پر دل کے اندر ایک عجیب سی کیفیت اور دماغ میں طرح طرح کے خیالات پیدا کرنا اپنے کُنی پیشواؤں سے بے اعتمادی کا ثبوت ہے یا نہیں؟
آپ لکھتے ہیں۔

”مکن ہو بانی اسلام نبی کریم رؤف الرحیم یا خلفاء راشدین یا ائمہ دین نے ایسا کیا ہو“

کیوں صاحب! کیا آپ کے خیال میں کسی امر کے جواز کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یا صحابہ کرام یا ائمہ اسلام نے کیا بھی ہو اگر آپ فرماتیں کہ ضروری ہے تو یہ وہابی طرز استدلال ہے جو سُنّیوں کو زیب نہیں دیتا اور اگر آپ کہیں کہ ضروری نہیں ہے پھر ”ایسا کیا ہو“ بالکل بے محل اور غیر مناسب

ہے۔

آپ لکھتے ہیں۔

”لیکن میری عظیم الفرستی نے مجھے اتنا موقع نہ دیا کہ میں بخواب سے اصائل شامل کرا اپنے دل

کی بحرانی کیفیت کو سکون کر سکوں۔“

آپ کی یہ عبارت نفس الامر اور خود آپ کے ضمیر کے خلاف ہے کیونکہ میرے پاس تحریر بھیجنے سے پہلے جناب صدیق صاحب کی دوکان پر میری اور آپ کی ملاقات ہو چکی ہے اور وہاں آپ کچھ دیر تک بیٹھے بھی رہے لیکن براہ راست گفتگو فرما کر آپ نے ازالہ شکوک نہ کر لیا۔

آپ کو صرف اتنا دریافت کرنا چاہئے تھا کہ مسجد کے اندر محراب و منبر سے قریب کرسی پر وعظ کہنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ لیکن پورے مضمون میں آپ نے اس کو نہیں پوچھا بلکہ یہی مطالبہ کیا ہے کہ اس کام کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یا صحابہ کرام یا ائمہ دین نے کیا ہے یا نہیں جیسا کہ آپ نے لکھا ہے کہ۔

”ایسی صورت میں ذریعہ تحریر خدمت میں ملے ہوں کہ مجھے اس سے آگاہ فرمائیں“

یعنی جب میں یہ تبوت دے دوں کہ محراب و منبر سے منقل زمانہ موجودہ کی کرسی پر بیٹھ کر حضور نے یا صحابہ کرام یا ائمہ دین نے تقریر کی ہے تب اس کو آپ جائز قرار دیں گے ورنہ نہیں۔ خوب سوچ لیجئے کہ یہ دیوبندیوں کا طرز فکر ہے جو اسلامی قانون کی رو سے بالکل غلط ہے۔ آپ لکھتے ہیں۔

۱۰۔ اگرچہ ائمہ دین میں سے کسی نے ایسا کیا بھی ہو تو کوئی مغزوری تو نہیں

تھی کہ جس کی شرع نے اجازت دے دی ہو۔“

یعنی ناجائز ہونے کا اتنا اٹل فیصلہ آپ کر چکے ہیں کہ مسجد کے اندر کرسی پر بیٹھ کر تقریر کرنا کسی عذر کی سبب جائز ہو سکتا ہے۔ خیر! خدا آپ کا بھلا کرے۔ جواز کی ایک صورت تو آپ نے خود ہی پیدا کر دی کہ عذر کے وقت جائز ہے۔

تو جب آپ نے مجھے سہنیاں کلاں کی مسجد میں کرسی پر بیٹھ کر تقریر کرے ہوئے دیکھا تو اسلامی خلوص کے پیش نظر یہ خیال کر کے کیوں نہ مطمئن ہو گئے کہ مولانا شاید کھڑے ہو کر تقریر کرنے سے معذور ہوں لیکن آپ تو طرح طرح کے خیالات اور قسم قسم کی کیفیات میں مبتلا ہو گئے۔ بدظنی اور بے اعتمادی کا براہو کہ اس نے کیفیات عجیبہ اور خیالات فاسدہ کے چکر میں پھانس کر مطمئن ہونے نہ دیا۔ آپ لکھتے ہیں۔

”مجھ ایسا کم پڑھا اور کورا مسلمان تو یہی خیال کرتا ہے کہ مسجد نیز محراب و منبر

جائے ادب ہے۔“

اس عبارت سے آپ کا مطلب یہ ہے کہ مسجد کے اندر محراب و منبر کے سامنے کرسی پر بیٹھ جانا اس کے ادب و احترام کے خلاف ہے تو اب آپ سے سوال ہے کہ خود منبر پر بیٹھنا اور منبر ہی پر پیر رکھ کر کھڑے رہنا اور خطبہ پڑھنا اس میں منبر، محراب اور خود مسجد کی بے حرمتی ہے یا نہیں؟ قوتِ حافظہ پر زور ڈال کر بتائیے کہ آپ نے اپنی چہل سالہ زندگی میں لائقِ تعظیم مسجد کے اندر قابلِ احترام محراب سے متصل بجائے ادب منبر کے اوپر امام کو بیٹھتے اور پھر اس پر پیر رکھ کر کھڑے ہوتے اور خطبہ دیتے دیکھا ہے یا نہیں؟ اگر آپ کہیں کہ میں نے ایسا کبھی نہیں دیکھا تو میں تو یہ نہیں کہوں گا کہ آپ بھوٹ بول رہے ہیں لیکن قوتِ حافظہ قائم رکھنے کے لیے علاج کا مشورہ دوں گا اور اگر آپ کہیں کہ میں نے امام کو ایسا کرتے ہوئے بارہا دیکھا ہے اور میں کہتا ہوں کہ اگر آپ نماز کے پابند ہیں تو ضرور دیکھا ہے تو جواب دیجئے کہ اب تک آپ نے مسجد کی بے حرمتی اور محراب و منبر کی بے ادبی کیسے گوارا کی۔ احتجاج سے کیوں خاموش رہے پھر یہ بھی غور فرمائیے کہ اگر آپ کے

قلب میں مسجد کی عظمت، محراب کا احترام اور منبر کا واقعی ادب تھا منبر پر پیر رکھ کر بے ادبی کرنے والے امام کے پیچھے آپ نے نماز کیوں ادا کی؟ آپ کے نوکِ قلم پر مسجد کی عزت اور منبر و محراب کے ادب کا یہ عالم ہے کہ میں نے سسبنیاں کی مسجد میں منبر و محراب سے متصل کرسی پر بیٹھ کر سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نشان میں توہین اور گستاخی کرنے والوں کا رد کیا اور حضور کے فضائل بیان کیے نیز احکام شرع سنائے تو آپ کے خیال میں میرا کرسی پر بیٹھنا منبر کے ادب کے خلاف ہو گیا چنانچہ اسی بات پر آپ نے ایک لمبی چوڑی تحریر دھڑکی لیکن اپنی چالیس سالہ زندگی میں بارہا امام کو مسجد کے اندر بجائے ادب منبر پر پیر رکھتے اور بیٹھتے ہوئے دیکھا اس کے خلاف لب تک نہ بلایا اور پھر اسی بے ادب امام کے پیچھے نماز پڑھی جس سے پتہ چلا کہ آپ کا یہ جملہ۔

”مجھ ایا کم پڑھا اور کورا مسلمان تو یہی خیال کرتا ہے کہ مسجد نیز محراب منبر جگہ ادب ہے۔“

صرف قلم کا خیال ہے دل کا خیال نہیں۔۔۔۔۔ آپ کی طویل و عریض تحریر پڑھ لینے کے بعد یہ بات بہت ہی صاف ہو کر سامنے آتی ہے کہ آپ کے نزدیک مسجد میں کرسی پر بیٹھ کر تقریر کرنا احترامِ مسجد کے خلاف ہے۔

۲۔ محراب سے متصل کرسی پر بیٹھ کر وعظ کہنا عظمتِ محراب کے مُنافی ہے۔

۳۔ منبر کے قریب کرسی پر بیٹھ کر احکام شرع بیان کرنا ادبِ منبر کے مخالف ہے۔

آپ کے مضمون کی یہی تینوں روحیں آپ کی پوری تحریر میں رواں دواں ہیں۔ چنانچہ ہر سہ امور کی نشان دہی آپ کی مندرجہ ذیل عبارتیں کر رہی ہیں۔

(۱) میں نے اپنی چالیس سالہ زندگی میں مسجد کے اندر محراب یا منبر پر کرسی لگا کر تقریر

کرتے ہوئے نہیں دیکھا لیکن کل میں نے حضرت کو ایسا طریقہ استعمال کرتے دیکھا۔
(۲) مجھ ایسا کم بڑھا اور کورا مسلمان تو یہی خیال کرتا ہے کہ مسجد نیز محراب و منبر

جائے ادب ہے۔

(۳) ایک زمانہ آج ہے کہ ایسے ایسے نوجوانانِ ملت اتنی بھی مشقت برداشت نہیں کر سکتے کہ مسجد کے احترام کے خاطر کسی کے بجائے کھڑے ہو کر اپنی موعظا
حُسنائے عوام کو مستفید کر سکیں۔

ناظم صاحب! مسجد، محراب و منبر کے بجائے ادب ہونے میں کس کو
کلام ہے جو آپ اس پر پورا زور خرچ کر رہے ہیں، گفتگو تو اس مسئلہ میں ہے کہ
مسجد کے اندر کسی پر بیٹھنا احترام مسجد اور ادب منبر کے خلاف ہے یا نہیں؟ اس
سلسلہ میں آپ کا ذاتی خیال ہے کہ یہ فعل احترام مسجد کے خلاف ہے لیکن شرع کے
نزدیک آپ کا یہ خیال صحیح نہیں ذیل کی حدیث میں اپنے خیال کی عدم صحت
کو ملاحظہ فرمائیں۔ رَوَى الْإِمَامُ أَبُو حَرِيْرٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ لِحْصَانِ مِنْبَرِي الْمَسْجِدِ
يَقُومُ عَلَيْهِ قَائِمًا يُفَاخِرُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مشکوٰۃ شریف)
یعنی امام بنی ساری حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے مسجد
میں منبر بچھواتے، حضرت حسان اس منبر پر کھڑے ہو کر حضور کے فضائل بیان
کرتے۔

یاد رکھئے یہ منبر ہندوستانی عام مسجدوں کے منبر کی طرح نہیں تھا جو مٹی یا اینٹوں
سے تیار کیا جاتا ہے بلکہ لکڑی کا منبر تھا اور پچھانے والا جہاں چاہتا پچھا دیتا اور تقریروں

کے موقع پر موجودہ کرسی کی جگہ استعمال کیا جاتا چنانچہ حضور نے حضرت حسان کے لیے اس کو مسجد میں بچھوایا۔ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس پر چڑھے اور اس منبر پر کھڑے ہو کر انھوں نے فضائل نبویہ بیان کیے تو حضرت حسان کا منبر پر کھڑا ہونا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نیز دیگر سامعین کا فرش یا چٹائی پر تشریف رکھنا نہ تو احترام مسجد کے منافی ہے نہ عظمت رسول کے خلاف ہے تو پھر مسجد کے اندر محراب و منبر سے متصل میرا کرسی پر بیٹھ کر فضائل نبویہ اور احکام شرعیہ بیان کرنا احترام مسجد اور ادب محراب و منبر کے خلاف کیونکہ گاہا کرسی پر بیٹھنا اگر یہ چیز آپ کو کھٹکے تو اتنا سوچ کر مطمئن ہو جائیے کہ جب وہ دن مسجد کے اندر محراب سے قریب منبر پر خطیب بیٹھتا ہے پھر اذان ہوتی ہے اور وہ اذان ہونے تک بیٹھا ہی رہتا ہے تو جب کرسی پر بیٹھنا خلاف ادب نہیں تو کیا بیٹھ کر احکام شرعیہ سنانا خلاف ادب ہو جائے گا؟

مسجد کے آداب شرعیہ وہ نہیں ہیں جن کو آپ کے ذہن نے تیار کیا ہے بلکہ آداب شرعیہ وہ ہیں جن کی تفصیل احادیث کریمہ اور کتب فقہیہ میں بیان کی گئی ہیں اور ان کا مطالعہ آپ جیسے حضرات کے لیے اشد ضروری ہے۔ اب ہم مزید اطمینان کے لیے مسئلہ زیر بحث کے سلسلے میں۔

ایک استفتاء

جو حضرت مفتی اعظم ہند و پاک کی خدمت میں پیش ہوا اس کو بعینہ ذیل میں نقل کرتے ہیں۔

۷۸۶
۹۲

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سہنیا ضلع گوندہ کی مسجد کا منبر بہت مختصر اور نیچا تھا ایک سنی عالم نے نماز جمعہ

کے بعد کرسی منگوا یا اور اس پر بیٹھ کر فضائلِ نبویہ اور احکامِ شرعیہ بیان کیے۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ محراب و منبر کے پاس کرسی پر بیٹھ کر تقریر کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ کیا حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا صحابہ کرام یا ائمہ دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمین میں سے کسی سے ثابت ہے کہ مسجد کے اندر کرسی پر بیٹھ کر تقریر کی ہو اور کوئی معذوری نہ رہی ہو۔ منبر کے پاس کرسی پر بیٹھنا محراب و منبر کے احترام کے خلاف ہے یا نہیں؟
بیٹو اتوجروا۔

المستفتی محمد زماں ساکن ہر با چندر سی گوندہ
یکم اکتوبر ۱۹۵۹ء

اس استفتاء کا جو جواب حضور مفتی اعظم ہند و پاکستان نے تحریر فرمایا اس کو بھی ہم ذیل میں نقل کرتے ہیں:-

الجواب

منبر اینٹ چونے کا ہو یا لکڑی کا تخت ہو یا کرسی مقرر اس پر بیٹھنا یا کھڑا ہوتا ہے تاکہ پورے مجمع تک آواز پہنچے اور پورا مجمع اسے سنے اور تعظیم ذکر بھی اس سے حاصل ہوتی ہے۔ پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے منبر نہ تھا پھر منبر بنا یا گیا۔ کرسی پر بیٹھنا منبر و محراب کی توہین نہیں جیسے خود منبر جو مسجد کے لیے بنا ہوا ہے اس پر کھڑا ہونا یا بیٹھنا محراب کے احترام کے خلاف نہیں۔ کرسی نہ ہوتی تو کوئی تخت بچھایا جاتا یا تخت ہوتا اس پر کرسی رکھی جاتی۔ اس میں منبر اور محراب کے احترام کے کیا خلاف ہوتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
مصطفیٰ رضا قادری عفرلہ

(مفتی اعظم ہند و پاکستان و سجادہ نشین آستانہ عالیہ رضویہ بریلی)

اب کان کھول کر سن لیجئے کہ مسجد اور محراب و منبر قطعاً یقیناً جلّے ادب ہیں لیکن مسجد میں کرسی پر بیٹھ کر تقریر کرنا ہرگز ہرگز احترام مسجد کے خلاف نہیں۔ اور محراب کے منافی نہیں۔ حرمت منبر میں خارج نہیں۔ آپ لکھتے ہیں۔

”غلاوہ اس کے یہ بھی خیالات پرواز کرتے رہتے ہیں کہ مجاہدین ملت شائقین نے

اشاعت اسلام اور مسئلہ مسائل کے سلجھانے میں بڑی بڑی قربانیاں دی ہیں اور ایک

زمانہ آج ہے کہ ایسے ایسے نوجوانان ملت اتنی بھی مشقت برداشت نہیں کر سکتے کہ مسجد

کے احترام کے خاطر کرسی کے بجائے کھڑے ہو کر اپنی مواعظ خُشّی سے عوام کو مستفید کر سکیں۔“

”مثلاً مشہور ہے کہ مُرنے کی ایک ہی ٹانگ۔“ عالی جناب! جب مسجد میں کرسی پر بیٹھ کر تقریر کرنا احترام مسجد کے خلاف ہرگز ہرگز نہیں تو پھر احترام مسجد کی خاطر مشقت برداشت کرنے کا سوال ہی نہیں اٹھتا۔ آپ کے اس جملے۔

”ایسے ایسے نوجوانان ملت اتنی بھی مشقت برداشت نہیں کر سکتے۔“

میں ”اتنی بھی مشقت“ کا فقرہ اس بات کو واضح کرتا ہے کہ میں اور مجھ جیسے نوجوانان ملت جب ایک آدھ گھنٹہ تقریر کرنے کے لیے کھڑے رہنے کی مشقت برداشت نہیں کر سکتے تو دوسرے دینی کام جن میں گھنٹوں ایڑی چوٹی کا پسینہ ایک کرنا پڑتا ہے ان کی مشقت تو ہرگز برداشت نہ کرتے ہوں گے۔ فرمائیے آپ نے اپنے اس کلمے ”اتنی بھی مشقت“ سے ہماری ساری دینی محنتوں، درسی، تبلیغی مشقتوں پر یکسر پانی پھیر دیا یا نہیں؟ ایک زمانہ وہ تھا کہ عام مسلمان اپنے مقتداؤں اور پیشواؤں سے عقیدت و محبت رکھتے۔ ان کی دلجوئی کرتے۔ دل زبان اور قلم سے ان کی عزت و احترام کرتے۔ جو بات نہ معلوم رہتی اس کو سہولت سے پوچھ لیتے۔ اعتراضات

کی بارش نہ کرتے مگر افسوس ایک زمانہ آج کا ہے کہ آپ جیسے شعائرِ اسلامی کے ادب و احترام کا دعویٰ کرنے والے اپنے قلم سے تو اپنے پیشواؤں کو مجاہدِ ملت، حضرت اور مولینا، معظم اور مکرم لکھتے ہیں لیکن ان کے جائزہ عمل پر طرح طرح کے خیالات کو پرواز کرتے اور دل میں عجیب عجیب کیفیات پیدا کرتے بلکہ اپنے ناواقف دماغ سے پیدا کردہ غلط مسئلہ پر اڑ کر اپنے پیشواؤں کو ہدفِ ملامت بناتے آرام طلب قرار دیتے ہیں اور تحریروں میں اس قسم کی باتوں کے ظاہر کرنے پر خود فخر کرتے اور دوسروں کو فخر کرنے پر ابھارتے ہیں۔

ناظمِ صحابہ! اگر آپ کے خیالات کے پرواز کا یہی عالم رہے گا تو دینی مذہبی، اسلامی تبلیغ کرنے والے علماء کا آنا جانا ہی ممنوع قرار پائے گا کیونکہ آپ کے روشن خیالات کی روشنی میں کوئی یوں بھی کہہ سکتا ہے کہ قرونِ ثلاثہ کے ائمہ دین و علماء اسلام نے مذہب اسلام اور دینی مسائل کے پھیلانے اور نشر کرنے کے لیے بڑی سے بڑی مصیبتوں کا مقابلہ کیا اور دور دراز ملکوں کا سفر اونٹوں، گھوڑوں اور نچروں وغیرہ کے ذریعہ کیا نیز پیدل سفر کی بھی دشواریوں کو برداشت کیا ایک آج کل کے علماء ہیں کہ ایک شہر سے دوسرے شہر کا سفر موٹر اور ٹرین کے بغیر کرتے ہی نہیں حتیٰ کہ اگر دس پانچ کوس بھی جانا ہو تو اتنی بھی مشقت برداشت نہیں کر سکتے کہ پیدل ہی چلے جائیں بلکہ اس قلیل مسافت کے لیے بھی ریلوے اسٹیشن یا بس اسٹینڈ کا چکر لگاتے ہیں۔ تو بتائیے کہ اس ”روشن خیال“ کا کیا جواب ہوگا؟

عالی جناب! مشقتیں برداشت کرنے کی صورتیں غالباً آپ کے نزدیک یہی ہیں کہ تقریر کھڑے کھڑے کی بجائے راستہ پیدل ہی طے کیا جائے مگر یہ بھی تو غور فرمائیے کہ عیسائیوں، یہودیوں، آریوں اور سکھوں کے پیشوا تو صبارِ رفتار

موٹروں پر اپنے دھرم کا پرچار کرنے کے لیے دُنیا کا چکر لگائیں اور مسلمانوں کے پیشوا بدن پر چھڑا لپیٹے ہوئے ننگے پیر اکسٹھ، باسٹھ کرتے ہوئے قصبوں، شہروں اور ملکوں کا گشت کریں تو کیا آپ کے نزدیک اس سے اسلام کی شوکت ظاہر ہوگی؟ فَيَا لِّلْعَجَبِ!

ناظم صحابہ! مشقت، محنت، سعی، کوشش، جدوجہد اور دوڑ دھوڑ کی ہزاروں صورتیں ہیں بعونہ تعالیٰ و بعون رسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔ آج حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سچے سپاہی اعلاء کلمہ حق اور ابطال باطل کے سلسلے میں مصیبتیں اٹھا رہے ہیں، مشقتیں جھیل رہے ہیں لیکن ان کی دوڑ دھوڑ کو اگر آپ نظر میں نہ لائیں تو اس سے ان کی دینی خدمات پر کیا اثر پڑے گا؟

دستخط میں آپ نے محمد پر "ص" کا اشارہ لکھا ہے جو شَرَّ عَانَ بَا تَزْبَ۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک ناموں کے ساتھ صَلَّٰم یا عَدَّ او۔ اسی طرح انبیاء عظام علیہم الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کے ناموں کے ساتھ عَدَّ لکھنا حرام ہے۔ یوں ہی صحابہ فخام اور اولیاء کرام کے ناموں کے ساتھ رَحْمَہ یا رَحَّ لکھنا بھی نہ چاہیے بلکہ پورا درود یعنی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا علیہ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام اور ایسے کامل تَرَفِیض یعنی رَضِی اللہ تعالیٰ عنہ، رَحْمَہ اللہ تعالیٰ لکھنا چاہیے۔ طحاوی علی الدر المنہار میں ہے وَ يُكْرَهُ الرَّفْضُ بِالصَّلَاةِ وَ التَّرَفِیضُ بِالْكِتَابَةِ یعنی عَدَّ، رَحْمَہ صَلَّٰم یا رَحَّ لکھنا ناجائز ہے۔

بہار شریعت میں ہے "اکثر لوگ آج کل درود شریف کے بدلے صَلَّٰم، عَدَّ لکھتے ہیں۔ یہ ناجائز و سخت حرام ہے یوں ہی رَضِی اللہ تعالیٰ عنہ کی جگہ رَحَّ

یا رحمۃ اللہ تعالیٰ کی جگہ رہ لکھتے ہیں یہ بھی چاہیے جن لوگوں کے نام محمد، احمد، علی، حسن، حسین وغیرہ ہوتے ہیں ان ناموں پر ہم، مہربانیتیں ہیں یہ بھی ممنوع ہے کہ اس بجز تو یہ شخص مہربان ہے اس پر درود کے اشارے کا کیا معنی؟ (بہار شریعت، حصہ سوم ص ۸۸)

آپ کی تحریر کے یہ الفاظ اصالتاً، معزوری، موباعظ حسن، قانون رسم الخط کے خلاف ہیں۔ تقسیم فرمائیں۔

اخیری گزشتہ

حسب فرمائش میں آپ کی تحریر از اول تا آخر ٹھنڈے دل سے پڑھ کر معقول جوابات پیش کیا۔ نرمی، سنجیدگی اور متانت کا دامن ہاتھ سے جانے نہ دیا لیکن جس طرح ایک حکیم مریض کی غلط روی پر اس کو زبردستی توجہ کر سکتا ہے، ایک افسر اپنے ماتحت کو اس کی خامیوں پر ٹوک سکتا ہے۔ ایک استاد اپنے شاگرد کو اس کی خطاؤں پر متنبہ کر سکتا ہے یونہی دین کا پیشوا ایک مسلمان کی غلطیوں پر اس کی اصلاح کر سکتا ہے رفتار کی بے ڈھنگی پر کنٹرول کر سکتا ہے۔ بیدار راستے سے ہٹ جانے پر باز پرس کر سکتا ہے۔ اگر ہمارے اعلاٰ تحریر میں آپ کو کہیں شدت محسوس ہو تو اس کو اپنے حق میں ایسا ہی تصور فرمائیے کہ ایک نفع بخش دوا ہے جو پینے میں تو کڑاوی ہے لیکن فائدہ

کے اعتبار سے شیریں ہے۔ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی سَيِّدِنَا وَوَلَدِنَا مُحَمَّدٍ اَنَا مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَلٰی اِلٰهِ الْمُكْرَمِيْنَ وَاصْحَابِهِ الْعَظَمٰیْنَ وَارْوَاجِهِ اُمَمَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَعَلٰی اِمَامِنَا الْاَعْظَمِ اَبِي حَنِيفَةَ دَاوُدَ اِلْمُجْتَهِدِيْنَ وَغَوْثِنَا الْاَعْظَمِ السَّيِّدِ عَبْدِ الْقَادِرِ رَحْمَتِي الدِّیْنِ وَحَبَدِنَا الْاَعْظَمِ اَعْلٰی الْحَضَرَةِ اَحْمَدَ ضَا الْبَرْلَوِي شَيْخِ الْاِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِيْنَ بِحَمْدِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔ وَاجِدُ غَوْثِنَا اِنْ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۵

بکدالذین احمد ضوی

۱۹۵۹ء

صدر الدرسین دارالعلوم اہل سنت فیض الرسول براؤں شریعی ضلع بٹی یوپی ۲ دیکر

الْجَوَابُ الثُّورَانِي عَنْ سُؤَالِ لَهْدَانِي

از: مولانا عبدالستار ابن عبدالحبیب ہمدانی رضوی مصطفوی

ساکن پور بندر، گجرات

۲ شعبان المعظم ۱۴۰۲ھ مطابق ۲۶ مئی ۱۹۸۲ء

مسئلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ان مسائل میں کہ یہاں شہر پور بندر میں ایک پیر صاحب نقشبندی سلسلے کے آتے ہیں وہ اپنے مریدین کو اپنی طرف سے شجرہ مع ہدایت نامہ کے طور پر ایک کتاب مسمیٰ ”آداب سالک“ دیتے ہیں اس کتاب میں اپنے مریدین کو اعمال صالحہ اور اجتناب فاحشات کی رغبت دینے کے لیے جو مسائل اور احکام بتائے گئے ہیں اس کی صحت کے لیے ”فتاویٰ مسلم گجرات“ کے حوالے دیئے گئے ہیں۔ فتاویٰ مسلم گجرات گجراتی زبان میں ہے اور اس میں وہابی، دیوبندی عقائد بھرے ہوئے ہیں مثلاً میلاد شریف پڑھنا حرام ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضر و ناظر نہیں ہیں، یا رسول اللہ کہنا کفر ہے وغیرہ خیانتیں مثل فتاویٰ رشیدیہ کے بھری ہوئی ہیں۔

مذکورہ کتاب آداب سالک ص ۴ کی ایک عبارت یوں مذکور ہے آج کل خاندا قادریہ اور چشتیہ کے پیرو مرید چلے، روزے، محنت کچھ نہیں کرتے تو ان کے خاندان کے خلاف چلنے سے خدا تک نہیں پہنچ سکتے اور نہ پہنچتے ہیں اور اپنے کو اس خاندان

کامرید کہتے ہوئے نہیں شرماتے۔

نیز مذکورہ کتاب ”آداب سائلک“ صفحہ نمبر ۱۸ کی عبارت مذکور ہے کہ پیر کا انتقال ہو جائے اور سلوک باقی رہ جائے تو دوسرا پیر کرنا ضروری ہے اور پیر سے بیعت ہو کر اس کے بتائے ہوئے طریقہ پر ایک مدت تک اللہ اللہ کرے پھر بھی ترقی اور فائدہ نہ ہو تب دوسرا پیر کرے۔“

نیز مذکورہ پیر صاحب آقا نے نعمت حضور قبلہ سرکار مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مریدین کو بھی اپنا مرید بنا لیتے ہیں اور وہ اپنے مریدین کو ”معار السلوک“ کتاب پڑھنے کی تلقین کرتے ہیں۔ کتاب مذکور کے مصنف مولوی ہدایت علی بے پوری لکھنؤی ہیں۔ اس کتاب کی چند عبارتیں مذکور ذیل ہیں:-

(الف) پیر کی خطا مرید کی سچائی سے بہتر ہے۔ لہذا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیغیر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آرزو رکھتے تھے یَا لَیْتَنی سَهُوٌ مُحَمَّدٍ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یعنی کاش! حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کوئی خطا ہو۔

(ب) حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ کی عدم موجودگی میں ان کی صورت کا تصور کر کے اپنے قلب کی جانب متوجہ رہے (یہاں تک علامہ جامی کا مقولہ لکھنے کے بعد مصنف نے تنبیہ لکھی ہے) ”تنبیہ“ کوئی صاحب الایمان نہ کرے کہ ایسا کرنے سے رابطہ شرک ہو جائے گا۔ شرک جب ہو گا جب کوئی شخص ایسا خیال کرے کہ شیخ حاضر و ناظر ہے۔ ہر جگہ حاضر و ناظر رہنا یہ تو خدا ہی کی شان ہے صرف محبت اور تعظیم کے لیے ایسا کرنا جائز ہے۔

(ت) مذکور کتاب ”معار السلوک“ میں غیر مقلدین کے پیشوا صدیق حسن خاں بھوپالی کی تصنیف ”الداء والدواء“ کی بہت تعریف اور تحسین لکھی ہے۔

مذکور پیر صاحب جس مصنف کی کتاب ”معار السلوک“ پڑھنے کی تلقین کرتے
اس مصنف کی یعنی مولوی ہدایت علی جے پوری نقشبندی کی دیگر تصانیف کی چند
عبارتیں حسب ذیل ہیں۔

(د) مولانا اشرف علی تھانوی صاحب، مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب، مولانا
محمد قاسم صاحب، مولانا خلیل احمد صاحب وغیرہ بڑے علمائے متبحر حضرت امداد اللہ
صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے علم باطنی، نور باطنی، نسبت باطنی حاصل کرنے
کو بیعت ہوئے ورنہ یہ صاحبان حاجی صاحب سے علم شریعت میں بہت
فوقیت رکھتے تھے۔ حاجی صاحب سے اس درجہ کے مفسر یا فقیہ مشہور نہیں ہیں
پھر عجیب کو تعجب ہے کہ مولانا اشرف علی صاحب جیسے محقق بار امانت سے مراد شریعت
لیتے ہیں۔ (حوالہ کتاب احسن تقویم ص ۸۶)

(ج) یہی مصنف مولوی ہدایت علی اپنی کتاب احسن تقویم ص ۵۴ پر لکھتے ہیں کہ:-
باوجود اس بزرگی اور برتری اور خوبیوں کے کوئی مسلمان یا محمد یا محمد
کا وظیفہ نہیں پڑھتا بلکہ اس طرح پڑھتے ہیں کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ
بخلاف غیر مذاہب کے کہ وہ اپنے بزرگوں کے نام لے کر اس کے ذریعہ سے کمال
حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اپنے بزرگوں میں حلول و اتحاد ذات بیچوں و یچکوں
جانتے ہیں۔ مذہب اسلام میں اس کو قطعی مشرک جانتے ہیں۔

(ح) ذکر کلمہ شریف لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ کی برکت کے بیان
میں مولوی ہدایت علی جے پوری لکھتے ہیں:- کہ

”چنانچہ صراطِ مستقیم میں خود مولوی اسماعیل (دہلوی) صاحب نے سلسلہ
قادری حاشی، نقشبندی وغیرہ کی فصلوں میں اس کا ذکر کیا ہے۔ مولوی اسماعیل صاحب

بشریت فرشتہ یا نبی نہیں تھے کہ خطایا غلطی ان سے نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرمائے اس مسئلہ میں ان سے غلطی ہوئی ہے۔

(حوالہ کتاب ”احسن تقویم“ ص ۴۷)

(خ) مذکور مولوی ہدایت علی جے پوری کی ایک تصنیف ”فتوح الحرمین“ کا گجراتی ترجمہ شائع ہوا ہے۔ اس میں مذکور مصنف کی نکھی ہوئی ایک نظم کے چند اشعار مندرجہ ذیل ہیں۔

ہے کہاں فرعون و فرود و لعین قصروں میں اب
مل گئے سب خاک میں بس اس کے سوا کچھ بھی نہیں
حضرت آدم و موسیٰ و عیسیٰ و احمد نبی !

چل دے کر کے ہدایت اس کے سوا کچھ بھی نہیں
حضرت صدیق اعظم اور عمر عثمان، علی
سب بھی ہوئے یاں سے رواں اس کے سوا کچھ بھی نہیں
بو حنیفہ شافعی و مالک و حنبل امام

مقبروں میں دفن ہیں بس اس کے سوا کچھ بھی نہیں
(حوالہ کتاب فتوح الحرمین گجراتی ص ۶۵)

لہذا علمائے اہل سنت سے دریافت طلب امر یہ ہے کہ
(۱) عقائد و ہابیہ دیوبندیہ سے بھری ہوئی کتاب کے حوالے دے کر احکام شرعیہ بیان کرنا کیسا ہے۔

(۲) اگر کوئی شخص اپنے پیر کی دی ہوئی کتاب ”آداب سالک“ میں
وہابیوں کی کتاب ”فتاویٰ مسلم گجرات“ کے حوالہ دے کر اس کتاب کو معتبر مانے

لگے اور اس کے عقائدِ باطلہ و کفریہ کو تسلیم کر لے تو اس کا گناہ پیر صاحب پر آئے گا یا نہیں؟ کیونکہ اس گمراہ کن کتاب کے حوالے پیر صاحب کی کتاب میں دے گئے ہیں (۳) کتاب ”آدابِ سالک“ کی صفحہ نمبر ۴۰ کی مذکور عبارت سے سلسلہ عالیہ قادریہ و چشتیہ کے مُرشدانِ کامل کی توہین اور تنقیص ہوگی یا نہیں؟ اور ایسی عبت لکھنا کیسا ہے؟

(۴) تبدیلِ پیر کی جو وجوہات مذکور ہیں ان وجوہات کی بنا پر پیر بدلنا کیسا ہے اور جو وجوہات مذکور ہیں وہ درست ہیں یا نہیں؟ اور اگر درست نہیں تو شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟

(۵) مذکور پیر صاحب جس کتاب ”معیار السلوک“ پڑھنے کی تلقین کرتے ہیں وہ کتاب عقائدِ اہل سنت و جماعت کی شمار کی جائے گی یا نہیں؟

(۶) کتاب ”معیار السلوک“ کی جو عبارتیں سوال میں مذکور ہیں وہ عبارتیں صحیح ہیں یا غلط؟ ان عبارتوں سے توہینِ نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم لازم آتی ہے یا نہیں؟ اور شرعاً ان عبارتوں کا اور اس کے مصنف کا کیا حکم ہے؟

(۷) مذکور مصنف کی دیگر تصانیف ”حسن التقویم“ اور ”فتوح الحرمین“ مذکور عبارتیں کہاں تک صحیح ہیں؟

(۸) علمائے عقائد و ہابیہ و دیوبندیہ کہ جن کے متعلق اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضلِ بریلوی اور سابق علمائے حرمین شریفین نے کافرو مرتد کے فتوے دیئے ہیں ان علمائے و ہابیہ کو ”علمائے مبتور“ و ”محقق“ لکھنا شرعاً کیسا ہے؟

(۹) امام الوہابیہ گستاخ بارگاہِ نبویہ مولوی اسماعیل دہلوی کی ناقابلِ معافی اور

توہین آمیز عبارتوں کو صرف غلطی کہہ کر اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرمائے لکھنا اور غلط کا عذر یہ بتانا کہ وہ بشر ہیں فرشتہ یابی نہیں ہیں کہاں تک صحیح ہے؛ اور اگر یہ عذر تسلیم کر لیا جائے تو زمانہ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گستاخ مثل ابو جہل، ابولہب، عتبہ، شیبہ، ولید ابن مغیرہ اور دورہ حاضرہ کے مرتدین مثل مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی قاسم نانوتوی، مولوی اشرف علی تھانوی وغیرہم کے متعلق بھی نبی اور فرشتہ نہ ہونے کا عذر پیش کر کے ان کی کفری عبارتوں کو صرف خطائے بشری کہہ کر ان کے متعلق اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرمائے کہنا شرعاً درست ہے یا نہیں؟

(۱۰) مصنف مذکورہ کی یہ کتاب ”فتوح الحرمین“ کے جو اشعار سوال میں درج ہے ان اشعار میں انبیاء کرام اور دیگر بزرگان دین کی توہین ہوتی ہے یا نہیں اور شرعاً اس کا حکم کیا ہے؟

(۱۱) جس پیر صاحب کے متعلق استفتاء کیا گیا ہے وہ پیر صاحب مذکور مصنف کو یعنی مولوی ہدایت علی جے پوری کو سلسلہ نقشبندیہ کے بہت بڑے بزرگ کہتے ہیں اور ان کی کتاب ”معیار السلوک“ پڑھنے کی تلقین اپنے مریدین کو کرتے ہیں تو ان کے لیے شرعاً کیا حکم ہے؟

(۱۲) مولوی ہدایت علی جے پوری نقشبندی کو مذکورہ تمام عبارتوں کی بناء پر کون سے عقائد کا شمار کیا جائے گا ان عبارتوں کے ثبوت کے باوجود بھی ان کو سنی صحیح العقیدہ میں سے شمار کیا جائے گا یا نہیں؟

(۱۳) مذکور پیر صاحب کے چند مریدوں نے مذکورہ وجوہات کی بناء پر بیعت کو فسخ کر دیا اور وہ تمام مریدین سلسلہ عالیہ قادریہ کی طرف رجوع ہو گئے تو ان مریدین کا بیعت کو فسخ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

- (۱۴) مذکور نقشبندی پیر صاحب پر مذکورہ بالا وجوہات کی وجہ سے شرعاً کیا حکم ہے ان سے بیعت ہونا ان کا وعظ کرنا ان کو اپنا ہادی ماننا اور ان کی تعظیم و تکریم کرنا کیسا ہے؟
- (۱۵) جو لوگ مذکورہ وجوہات کے سبب مذکور نقشبندی پیر صاحب کو مذہب اور ان کے اقوال و ہدایت نامہ کو خلاف سلسلہ قادریہ اور خلاف مسلک اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی جانتے ہیں اور پیر صاحب کی مخالفت کرتے ہیں ان کے لیے کیا حکم ہے؟ آیا مخالفت کرنے والے مستحق ثواب ہیں یا مستحق عذاب؟
- (۱۶) مذکور پیر صاحب اپنے کو سنی صحیح العقیدہ کہتے ہیں تو ان کا یہ قول معتبر سمجھا جائے گا یا تفتیہ بازی شمار کی جائے گی۔
- (۱۷) اگر از روئے شرع مذکور پیر صاحب پر کوئی حکم لازم آتا ہے تو ان کے ساتھ تصفیہ کی کیا صورت ہے۔ *سَنُوْا تُوْجِبُوْا*

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
مُحَمَّدٌ ؑ وَنُصَلِّیْ وَسَلِّمْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ وَآلِهِ الْفَخِیْمِ
اللّٰهُ رَبُّ مُحَمَّدٍ صَلَّیْ عَلَیْهِ وَسَلَّمَا نَحْنُ عِبَادُ مُحَمَّدٍ صَلَّیْ عَلَیْهِ وَسَلَّمَا
وَعَلٰی ذَوِیْهِ وَصَحْبِهِ اَبَدًا دُوْهُرًا وَکَرَمًا

الجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَهَّابِ (۱) عقائد وہابیہ دیوبندیہ سے بھری ہوئی نام نہاد کتاب فتاویٰ مسلم گجرات کے حوالہ سے احکام شرعیہ بیان کرنا، بھولے بھالے سنی مسلمانوں کو سنگین دھوکا دینا اور چپکے چپکے سادہ لوح مسلمانوں کو وہابی دیوبندی بنانے کی نہایت خطرناک سازش ہے۔

(۲) جو شخص پیر صاحب کی دی ہوئی کتاب 'آداب سالک' پر اعتماد کر کے فتاویٰ مسلم گجرات کو معتبر مانے گا اور اس میں لکھے ہوئے عقائد باطلہ کفریہ کو تسلیم کرے گا تو اس کی بے دینی، گمراہی کا دباؤ و گناہ ضرور پیر صاحب پر لدے گا یہاں تک کہ پیر صاحب شیخ الفضائلین قرار پائیں گے۔

(۳) آداب سالک ص ۴ کی مذکورہ عبارت اپنے چلوں کی دوکان چمکانے کے لیے ہے نیز سلسلہ 'غالیہ' دریہ و چشتیہ کے مرشدین کرام و مشائخ عظام کی توہین اور ان کے متوسلین کی دل آزاری کا باعث ہے۔ اور ایسا لکھنا حدیث نبوی من اذی مُسْلِماً فَقَدْ اَذَى اِنِّیْ فَقَدْ اَذَى اللہ کے تحت حرام ہے۔ احادیث مذکور فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص ۲۱ میں ہے۔

(۴) دورِ حاضر میں علی العموم بیعت تبرک شائع و ذائع ہے تو جو شخص جامع شرائط پیر کے ہاتھ پر بیعت ہو گیا اسے بلا وجہ شرعی بیعت فسخ کرنا جائز نہیں اور رہ گئی بیعت ارادت تو زمانہ حاضرہ میں خال خال ہے اور سلوک کا تعلق بیعت تبرک سے نہیں بیعت ارادت سے ہے۔ اور بیعت ارادت یہ ہے کہ طالب اپنے ارادہ و اختیار سے یکسر باہر ہو کر اپنے آپ کو شیخ مرشد ہادی برحق و اصل بحق کے ہاتھ بالکل سپرد کر دے اس کو مطلقاً اپنا حاکم مالک و متصرف جانے اور ان کے چلانے پر راہ سلوک چلے کوئی قدم بے اس کے مرضی کے نہ رکھے اس کے لیے اس کے بعض احکام یا اپنی ذات میں خود اس کے کچھ کام کا اگر اس کے نزدیک صحیح نہ معلوم ہوں تو انہیں افعال خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مثل سمجھے اپنی عقل کا تصور جانے اس کی کسی بات پر دل میں بھی اعتراض نہ لائے۔ اپنی ہر مشکل اس پر پیش کرے غرض اس کے ہاتھ میں مردہ ہو سکتا زندہ ہو کر رہے یہی بیعت بیعت سالکین ہے۔ لیکن اس بیعت کی دعوت عام نہیں۔

خُرْقَةُ التَّبَرُّكِ مُبْدُؤٌ لِكُلِّ طَالِبٍ وَخُرْقَةُ الْإِرَادَةِ

(فتاویٰ افریقیہ منک)

مَمْنُوعَةُ الْآمَنِ الصَّادِقِ الرَّاعِبِ

بیعت ارادت کا مرشد وہ شخص ہے جو سنی صحیح العقیدہ ہو بد مذہب، بد عقیدہ مثلاً وہابی، دیوبندی، رافضی، تفضیلی، قادیانی، نیچری، صلح کلی، ملحد، زندیق وغیرہ نہ ہو اپنی ضرورت کے مطابق مسائل شرعیہ سے آگاہ اور عقائد اہل سنت سے پورا واقف ہو نیز کفر و اسلام، ضلالت و ہدایت کے فرق کا خوب عارف ہو۔ سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک اس کا سلسلہ بیعت متصل ہو نیز فاسق معین نہ ہو پھر ان امور مذکورہ کے ساتھ شیخ ایصال بھی ہو یعنی مفاسد نفس، مکائد شیطان، مصادئ ہو اسے آگاہ ہو دوسرے کی تربیت جانتا اور اپنے متوسل پر شفقت نامہ رکھتا ہو کہ اس کے عیوب پر اسے مطلع کرے ان کا علاج بتائے جو مشکلات اس راہ میں پیش آئیں انھیں حل کرے

ہماری اس طویل تقریر کی روشنی میں یہ واضح ہوا کہ جو سنی صحیح العقیدہ تقویٰ کی منزل پر پہنچ کر بیعت ارادت کا طالب ہو تو اگر اس کا مرشد شیخ ایصال کے بجائے شیخ اتصال ہے تو اسے تبدیل پیر ضرور کرنا ہو گا یا اگر اس کا مرشد شیخ ایصال تھا اور اس کا وصال ہو گیا تو اب اسے دوسرے شیخ ایصال کے ہاتھ پر تجدید بیعت کے بغیر چارہ کار نہیں لیکن زمانہ موجودہ میں جس بیعت کا رواج ہے وہ بیعت ارادت کہاں؟ تو پھر پیر صاحب موصوف نے عام روایتی بیعت والوں کو بقیہ سلوک کی تکمیل کے نام پر اور پیر کی موجودگی میں ترقی اور فائدہ نہ ہو کی بنیاد پر تبدیل شیخ و تجدید پیر کی جو دعوت دی ہے وہ حالات زمانہ کے اعتبار سے نہ صرف غلط بلکہ فتنہ و فساد کا منبع ہے وَمَنْ لَمْ يَعْرِفْ أَهْلَ نَعْمَانِهِ

فہو جاہل۔

اس دعوت کا حال ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص پارہٴ عم ناظرہ پڑھنے والے
نختہ بچوں کو یہ ہدایت کرے کہ اگر تمہارے استاد تم لوگوں کو سورۃ بقرہ کا ترجمہ و
تفسیر نہ سکھاتے ہوں تو تم لوگ وہ درس گاہ تلاش کرو جہاں ترجمہ و تفسیر کا علم
ملتا ہو۔

(۵) معیار السلوک ہرگز اہل سنت کے عقائد کی کتاب نہیں بلکہ عقیدہ اہلسنت
کی دشمن ہے۔

(۶) معیار السلوک کی پیش کردہ عبارتیں گمراہ کن ہیں۔ سرکارِ مصطفیٰ ہادی عالم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کی طرف غلطی کی نسبت کرنا استخفاف
شانِ نبوت ہے۔

اللہ رب العزت شہید و بصیر زمان و مکان سے پاک ہے۔ زمان و مکان اور
سارا عالم، لوح و قلم کمرسی و عرشِ اعظم سب حادث ہیں سب معدوم و نیست تھے
رب العالمین نے انہیں پیدا کیا تو وجود میں آئے تو جس طرح اللہ تعالیٰ زمان و مکان
کی پیدائش سے پہلے زمان و مکان سے متعالی و برتر تھا یوں ہی زمان و مکان کے وجود
کے بعد بھی وہ زمان و مکان سے پاک ہے اَلَا اِنَّ كَمَا كَانَ اس کی شان ہے۔ پھر
مصنف معیار السلوک کا یہ کہنا کہ ”ہر جگہ حاضر و ناظر رہنا یہ تو خدا ہی کی شان ہے۔“

اَلَا اِنَّ كَمَا كَانَ کے صریحاً خلاف ہے۔ مصنف اور اس کے مقلدین سے پوچھنا چاہیے
کہ وجود کائنات مکان و زمان سے پہلے جب کہ کوئی جگہ نہ تھی تو اس وقت ہر جگہ
حاضر رہنے کی شان تمہارے خدا کو حاصل تھی یا نہیں اگر کہو ہاں تو عالم اور زمان
و مکان کا قدیم ہونا لازم آیا اور اگر کہو نہیں تو خدا کی شان کا حادث ہونا لازم آیا اور

یہ دونوں لازم عقلاً باطل اور شرعاً کفر ہیں۔

(۷) گستاخانِ بارگاہِ الوہیت و رسالت مولوی رشید احمد گنگوہی مولوی انصاری
تھانوی کو مُرشد العلماء حضرت حاجی شاہ امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمہ پر علمِ شریعت
میں فوقیت دینا گمراہی اور بے دینی ہے اور یہ کہنا کہ کوئی مسلمان یا محمد یا محمد
کا وظیفہ نہیں پڑھتا، بھوٹ بھوٹ صریحاً بھوٹ ہے الصَّلَاةُ ذَا السَّلَامِ
عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ سنی مسلمانوں کا عام وظیفہ ہے۔ بہت سی جگہوں میں اذان
و جماعت کے درمیان یہ وظیفہ خوب جاری و ساری ہے۔ سرکارِ اعلیٰ حضرت
امام احمد رضا اپنی تحریر کردہ لغتِ شریف میں بخدی پرست و ہابی دیوبندی کو مخاطب
کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

بیمطے اٹھتے مدد کے واسطے
یا رسول اللہ کہا پھر تجھ کو کیا
یا غرض سے چھٹ کے محض کر کو
نام پاک ان کا جیسا پھر تجھ کو کیا

حضرت عارف باللہ علامہ جامی علیہ الرحمۃ والرضوان کا وظیفہ یہ ہے تَرَحُّمُ
يَا بَنِيَّ اللَّهُ تَرَحُّمُ ہاں سرکارِ قدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذاتی نام لے کر ندا کرنا
علمائے محققین کے نزدیک جائز نہیں وصفی نام کے ساتھ ندا چاہئے مثلاً يَا رَسُولَ
اللَّهِ، يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِينَ، يَا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (صَلَّى اللہُ تَعَالٰی عَلَیْکَ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)
حضراتِ انبیاء کرام کے بارے میں یہ کہنا کہ ”چل دیے کر کے ہدایت
اس کے سوا کچھ بھی نہیں“ استخفافِ بشانِ انبیاء ہے۔ یوں ہی صحابہ عظام و ائمہ
کرام کے متعلق مذکورہ بالا اشعار کا اندازِ بیان ان کے تصرفات بعد الوصال کے
انکار کا مشعر ہے۔ الحاصل احسن التقویم و فتوح المحررین کی عبارتیں شرعاً درست نہیں۔
ان کا مصنف نقشبندی و صوفیت کی آڑ میں وہابیت، دیوبندیت کا پرچارک ہے

اور وہ خود گمراہ اور دوسروں کے لیے گمراہ گمراہ ہے۔

(۸) مذکورہ بالا علماء و ہابییہ شیخ گنگوہی و شیخ تھانوی کو علماء متبحرین و علمائے محققین لکھ کر ان کو پیشوائے دین ظاہر کرنا شرعاً حرام ہے اور اگر ان علماء و ہابییہ کے عقائد کفریہ مندرجہ فوٹو فتوائے گنگوہی، براہین قاطعہ، حفظ الایمان پر آگاہ ہوتے ہوئے ان کو مسلمان مان کر ان کو علماء متبحرین و محققین لکھا تو یہ کفر و ارتداد ہے۔

(۹) امام الوہابیہ مولوی اسماعیل دہلوی کی گستاخانہ عبارتوں کو صرف غلطی قرار دے کر گزر جانا اپنی چھپی ہوئی خبیث و ہابیت کو اجاگر کرنا ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ مصنف احسن التقریم کے نزدیک امام الوہابیہ پیشوائے اسلام ہے اس کی عبارتیں حق ہیں لیکن عوام مسلمین کے بھڑکنے کے خوف سے وہ خطائے بشری کی پیچر لگا رہا ہے۔ یہ پیچر قطعاً غلط، فریب اور دھوکا ہے۔ مرتدین کی کفری معاذانہ عبارتوں سے آگاہ ہوتے ہوئے ان کے لیے دعائے عفو کرنا، کفر ہے۔

(۱۰) فتوح الکھرمین کے جواشعار حضرات انبیائے کرام، صحابہ عظام و ائمہ اعلام سے متعلق ہیں ان سے حضرات انبیاء کرام و صحابہ عظام و ائمہ فخام کی شان کا ضرور استخفاف ہوتا ہے وہ پڑھنا جائز نہیں اور شاعر گمراہ ہے۔

(۱۱) پیر صاحب اگر مولوی ہدایت علی بے پوری کی نضائیف کی ان عبارتوں سے جن کا سوال میں تذکرہ کیا گیا ہے واقف ہو کر انھیں معتبر مانتے ہیں تو گمراہ اور گمراہ گر ہیں۔

(۱۲) مولوی ہدایت علی بے پوری اپنی تحریرات مذکورہ کی روشنی میں وہابی مزاج و عقائد کے حامل ہیں ان کا شمار صحیح العقیدہ سنی مسلمانوں میں نہیں۔

(۱۳) پیر صاحب مذکور کے جن مریدوں نے ان کی وہابیت لٹاؤ کی بنا پر بیعت

فسخ کر دی ہے وہ حق پر ہیں ایسے معجون مرکب پیر سے بیعت جائز نہیں۔
 (۱۴) مذکور بالا نقشبندی پیر صاحب مذکور بالا وجوہ کی بناء پر سامان ضلالت و
 جبل غواہیت ہیں ان سے بیعت جائز نہیں۔ ان سے وعظ کرانا ان کو ہادی ماننا حرام ہے
 ان کی تعظیم و تکریم درست نہیں۔

(۱۵) وجوہات مذکورہ کے پیش نظر پیر صاحب کی مخالفت کرنے والے مستحق
 ثواب ہیں۔

(۱۶-۱۷) حضور صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ والرضوان
 کے والد ماجد حضرت مولانا سید معین الدین عرف نزہت علیہ الرحمۃ والرضوان
 ملا محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند کے مرید تھے۔ ملا نانوتوی نے حضرت مولانا
 موصوف پر اپنی وہابیت ظاہر نہ ہونے دی اور حضرت موصوف کو میلاد شریف
 منعقد کرنے، کھڑے ہو کر صلاۃ و سلام پڑھنے کی اجازت دی اور بہت برکت
 والا عمل بتایا۔ جب حضرت موصوف کو بتایا گیا کہ ملا محمد قاسم نانوتوی وہابی ہے
 تو آپ نے فرمایا میں کس طرح ملا نانوتوی کو وہابی مانوں جب کہ خود ملا نے مجھے ذکر میلاد
 شریف پڑھنے اور قیام تعظیمی کرنے کی برکت سے آگاہ کیا اور اجازت دی ہے پھر
 جب حضرت موصوف کو فتاویٰ حسام المحرمین دکھایا گیا اور تحذیر الناس مصنفہ
 ملا محمد قاسم نانوتوی، جس میں ملا نانوتوی نے ختم نبوت کے عقیدہ مسلمین کا انکار کیا ہے
 دکھائی گئی تو اس وقت موصوف نے ملا محمد قاسم نانوتوی کی باطل بیعت توڑ دی اور
 سرکار اعلیٰ حضرت کے فرائض ہاتھوں پر بیعت ہوئے اور یہ رباعی تحریر فرمائی ہے
 پھر اہوں میں اس گلی سے نزہت - - - ہیں جس میں گمراہ شیخ و فاضل
 رضا احمد اسی میں سمجھوں - - - کہ مجھ سے احمد رضا ہوں راضی

ہے حیات صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی، شائع کردہ مکتبہ سواد اعظم موچی گیٹ لاہور

تو جس طرح بانی وہابیت ملا محمد قاسم نانوتوی نے، حضرت مولانا سید عین الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ وارضوان کے سامنے اپنی وہابیت پر پردہ ڈال رکھا تھا یوں ہی یہ ممکن ہے کہ وہابیت قبیحہ و صلح کلیت فضیحہ کا پرچارک مولوی ہدایت علی جے پوری مصنف معیار السلوک، فتوح الحرمین، احسن التقویم نے اپنی گمراہیوں پر پردہ ڈال کر اپنی بناوٹی کھری سنیت ظاہر کر کے پور بندر میں وارد پیر صاحب سے ربط و ضبط رکھتا رہا ہو اور اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ پیر صاحب مذکور نے اعمال صالحہ کی ترغیب اور افعال طالحہ سے ترہیب کے لیے آداب سالک کسی سے مرتب کرائی ہو مرتب نے اس میں جا بجا فتاویٰ مسلم گجرات کا نام بطور حوالہ لکھ دیا۔ یا خود پیر صاحب نے اپنے قلم سے آداب سالک ترتیب دی اور فتاویٰ مسلم گجرات کا بالاستیغاب مطالعہ نہ کیا تھا۔ جا بجا اس کے وہ مسائل نگاہ سے گزرے تھے جو قابل اعتراض نہیں اس بناء پر حوالہ میں اس کا نام لکھ دیا ان صورتوں میں پیر صاحب کی ذات پر کفر و ارتداد کا فتویٰ جاری کرنا جائز نہ ہوگا۔ ہاں ان کا طرز تبلیغ ضلالت و گمراہی کا سامان ضرور ہے اسی لیے ان سے بعیت ہونا، ان سے وعظ کہلوانا ان کو ہادی قرار دینا ان کی تعظیم و تکریم کرنا جائز نہیں۔ اور اگر پیر صاحب نے فتاویٰ مسلم گجرات میں مذکورہ عقائد کفریہ پر آگاہ ہوتے ہوئے آداب سالک میں اس کا حوالہ درج کیا یا کرایا یوں ہی مولوی ہدایت علی جے پوری کی تصنیف معیار السلوک کی مذکورہ عبارات خبیثہ پر مطلع ہو کر اس کی اشاعت کر رہے ہیں یا جے پوری مولوی کی چھپی ہوئی وہابیت سے آگاہ ہو کر جے پوری کو بڑا بزرگ مانتے ہیں تو ان صورتوں میں پیر صاحب ر حکم کفر لازم ہے۔ ان پر توبہ، تجدید ایمان فرض ہے اور اگر صاحب زوج ہوں تو تجدید نکاح ضروری ہے۔ اگر داخلہ سلسلہ ہونے اور کرنے کی خواہش ہے تو

کمی جامع شرائط شیخ کے ہاتھ پر سعیت ہو کر اس سے اجازت حاصل کرنا لازم ہے۔ توبہ تجدید ایمان کی صورت یہ ہے کہ پیر صاحب مضمون ذیل کا ذریعہ تحریر اعلان کریں۔

میں کہ فلاں بن فلاں ساکن ہوں۔
 یا اللہ یا رحمن یا رحیم میں تیری ذات پاک کو کونسی مذہب کی تعلیم کے مطابق ساری کائنات کا اکیلا تنہا معبود مان کر اقرار کرتا ہوں کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یا اللہ تیرے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں۔ میں تجھے امکان کذب، امکان جہل وغیرہ سارے عیبوں سے پاک مانتا ہوں۔ میں تیرے نبی سرکار اعظم پیارے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آخری نبی اور آخری رسول مانتا ہوں۔ جو شخص یہ کہے کہ ”اگر بعد زمانہ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا“ تو وہ جھوٹا مکار کافر و مرتد ہے۔ میں عقائد اہل سنت جن کی تفصیل سنی مسلمانوں کی کتاب بہار شریعت میں ہے ان کو حق مانتا ہوں اور وہابیوں یونیدوں کے عقائد جن کی تفصیل تقویۃ الایمان، صراط مستقیم تصنیفات اسمعیل دہلوی ہشتی زور حفظ الایمان بقضائیف اشرف علی تھانوی، براہین قاطعہ، فتاویٰ رشیدیہ، تصانیف رشید احمد گنگوہی، تحذیر الناس مصنفہ قاسم نانوتوی، تعلیم الاسلام مصنفہ مفتی دہابیت مولوی کفایت اللہ دہلوی وغیرہ میں ہے ان کو باطل اور جھوٹا مانتا ہوں۔ یا اللہ یا رحمن یا رحیم علم غیب بھی تیرا خاصہ ہے اور علم شہادت بھی تیرا خاصہ ہے تو علم غیب و علم شہادت کے وصف میں تنہا اور اکیلا ہے۔ میں سرکار مصطفیٰ و حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو تعلیم الہی غیب داں مانتا ہوں میں مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ کے علمائے اسلام کا فتویٰ حسام الحرمین کو حق مانتا ہوں اور اس فتویٰ

کے مطابق منکرین ضروریاتِ دین و گستاخانِ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، مولوی قاسم نانوتوی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی اشرف علی تھانوی کو اور ان کے ہم عقیدہ وہابیوں کو کافر، مرتد خارج از اسلام مانتا ہوں، دورِ حاضرہ کے غیر مقلدین جو اسمعیل دہلوی کی کفری کتاب تقویۃ الایمان کے معتقد ہیں وہ سب وہابی اور کافر و مرتد ہیں۔ میں سُنی اور وہابی کے درمیان نکاح کا رشتہ حرام و باطل مانتا ہوں۔ وہابیوں کا ذبیحہ مردار ہے۔ وہابیوں کے پیچھے نماز پڑھنا حرام و باطل ہے۔ یا اللہ یا رحمن یا رحیم میں نے آدابِ سالک میں وہابی عقیدہ کی کتاب فتاویٰ مسلم گجرات کا بطور سند قبول حوالہ دیا جو شرعاً حرام و گمراہ کن ہے میں اس فعل سے تیری بارگاہِ بے نیاز میں توبہ کرتا ہوں۔ میں ذریعہ تحریرِ ہذا اعلان کرتا ہوں اور سنی مسلمانوں کو یاد دلاتا ہوں کہ میں آدابِ سالک کی اشاعت بند کر دوں گا۔ یا اللہ میں نے آدابِ سالک میں سلسلہ عالیہ قادریہ چشتیہ کے مشائخِ کرام کے خلاف بدظنی کا اظہار کیا جس سے ان حضرات کی توہین اور ان کے متوسلین کی دل آزاری ہوئی میں اس فعل سے تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔ یا اللہ! میں نے مسلمانوں کو جے پوری مولوی ہدایت علی کا عقیدت مند بنایا اور خود میں جے پوری مولوی مذکور کو نقشبندیت کا بزرگ صوفی سمجھتا رہا حالانکہ وہ گستاخانِ رسول پاک وہابیوں یونیدیوں کے معتقد تھے مجھے ان کی صوفیت و نقشبندیت پر لبھانا نہیں چاہئے تھا میں تیری بارگاہ میں اپنے ان افعال سے توبہ کرتا ہوں۔ یا اللہ یا رحمن یا رحیم میں اپنے ہر اس قول و فعل سے تیری بارگاہِ بے نیاز میں توبہ کرتا اور معافی مانگتا ہوں جو شریعت کے نزدیک کفر ہیں یا حرام و ممنوع ہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم میں حضور کو حاضر و ناظر مانتے ہوئے اپنے مخالف دین و ایمان و خلافِ شرع عقائد و

واضح ہو کہ پور بندر میں دارِ پیر صاحب کے متعلق جس فرض کردہ صورت
میں ان پر کفر و ارتداد کا فتویٰ جاری کرنا درست نہیں مذکورہ بالا متن اس صورت
میں بھی پیر صاحب کو اپنی طرف سے شائع کرنا ضروری ہے تاکہ عام سنی مسلمانوں
کو ان کی مذہب رُوش کی وجہ سے جو شکوک و شبہات ہیں ان کا ازالہ ہو جائے۔
اگر پیر صاحب واقعی راہِ خدا جلّ جلالہ کے درویش ہیں تو ان کو حق قبول کر کے اور
حق کا اعلان کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ قطعی نہ ہوگی۔ درویش نفس کا بجاری بن کر
حق کے مقابلہ میں حجت و بحث نہیں کرتا وہ بے چون و چرا حق کے سامنے اپنی
گردن جھکا دیتا ہے پھر اس کے انعام میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عظمت و
رفعت کا تلج پاتا ہے۔ اس موقع پر پیر صاحب کا جو سچا مرید پیر صاحب کو قبول
حق کا مشورہ دے گا وہ پیر صاحب کا سچا خیر خواہ اور مخلص حامی ہے اور پیر صاحب
کا جو جھوٹا فتنہ پرور مرید پیر صاحب کو حق کے مقابلے میں لٹکارے گا پیر صاحب

کو سرکشی و عناد پر ابھارے گا پیر صاحب کو قبول حق سے روکے گا وہ پیر صاحب
 کے دین و ایمان کا دشمن، پیر صاحب کی عزت و آبرو کا مخالف اور پیر صاحب
 کی مٹی پلید کرنے والا برادرِ ہامان ہوگا جس نے شاہِ مہر فرعون کو سر جھکانے
 اور ایمان لانے سے روکا تھا پھر نتیجہ کیا ہوا؟ فرعون ہی کے ساتھ وہ دریائے
 غضبِ الہی میں ڈوب کر ہلاک ہو گیا۔ وَاللّٰهُ يَهْدِي مَنْ يُّشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ
 مُسْتَقِيمٍ، وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی وَسَلَّمْ عَلٰی اَعْلَمْ خَلْقِهِ اَفْضَلْ خَلْقِهِ سَيِّدِنَا
 مُحَمَّدٍ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ وَ عَلٰی اٰلِهِ وَصَحْبِهِ وَاٰزِوَاجِهِ وَعِترَتِهِ وَابْنِهِ
 السَّيِّدِ الْكَرِيْمِ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ الْجِيْلَانِيِّ دَعَا عَلٰی عُلَمَاءِ مِلَّتِهِ
 وَاَوْلِيَاءِ طَرِيقَتِهِ وَ شَهِيدِ مَحَبَّتِهِ الشَّيْخَ الْاِمَامَ اَحْمَدَ رَضَا الْبَرِّيْلُوِيَّ
 اَجْمَعِيْنَ ۝ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ جَلَّ مَجْدُهُ
 وَ تَعَالٰی شَانُهُ كَتَبَتْهُ بَدْرُ الدِّيْنِ اَحْمَدُ الْقَادِرِيُّ الرَّضْوِيُّ
 الْخَادِمُ بِالْمَدْرَسَةِ الْغَوْثِيَّةِ فِي بُرْهِيَا مِنْ مُدِيرِيَّةِ بَسْتِي
 (یوپی) فی السَّادِسَ مِنْ الْمَحَرَّمِ سَنَةِ ۱۴۳۸ھ

۴۸۶
۹۲

بِخُفَّيْنِ مَحْضُوْنِ عِظَمِ شَيْخِ مُحَمَّدٍ مُصْطَفَى رَحْمَتِ الْخَلْقِ
رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ

رَدُّ تَقْوِيَةِ الْإِيمَانِ

متعلق

اہم تاریخی دستاویز

مع

نورانی فتویٰ

از - خلیفہ حضور مفتی اعظم علامہ کہ بدرالدین صاحب قادری ضوی

رضا اک



۱۲۰۱ طریٹ بیہ ۲

۱۲۰۱ علی عمر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي جعل سيدنا و مولانا محمد ا صلى الله
تعالى عليه وسلم رسولا الى كافة المخلوق من الانس والملك
والجان والجماد والنبات والحيوان واظهره على الغيب من كل
ما يكون وما كان ونزل عليه القرآن وهو لجميع الاشياء
في حقه تبيان :- والصلوة والسلام على رسولنا اخرا الانبياء عليهم
الجود والعطاء دافع المرض والبلاء وعلى اله الطيبين الكرماء
وصحبه الراشدين الرحماء بينهم الاشداء على الكافرين و
ازواجه الطاهرات امهات المؤمنين وابنه السيد الكريم
الغوث الاعظم المجيلا في وشهيد محبته اعلى حضرت احمد
شيخ الاسلام والمسلمين .

دُعَا

اے انیس خلوت شبہائے من	اے خدا اے مہرباں مولا اے من
واکم الاحساں شہ بندہ نواز	اے کریم کار ساز بے نیاز
اے کہ ذکر ت مریم زخم جگر	اے بیکادت نالہ مرغِ محرم
اے کہ فضل تو کفیل مشکلم	اے کہ نامت راحت جان و دلم

ما خطا آرم تو بخشش کنی ۵ نعرہ رانی غفور می زنی
 اللہ اللہ زین طرف جرم و خطا ۶ اللہ اللہ زان طرف رحم و عطا
 زہر با خواہیم و تو شکر دہی ۷ خیر را دانیم شر از گم رہی
 از طفیل اس صراط مستقیم ۸ قوتی اسلام را دہ اے کیم
 بہر اسلام ہزار الفتنہا ۹ یکمہ و صد داغ فریاد اے خدا
 اے خدا بہر جناب مصطفیٰ ۱۰ چار یار پاک و آل با صفا
 پر گن از مقصد تہی دامن ما ۱۱ عہد فی اللہ تعالیٰ عنہ
 از تو پذیرفتن زما کردن دعا ۱۲ عہد فی اللہ تعالیٰ عنہ

نعت شریف

(از سرکار اعلیٰ حضرت مجدد دین ملت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)
 دشمن احمد پہ شدت کیجئے ۱ ملحدوں کی کیا مروت کیجئے
 ذکر ان کا پھیرے ہر بات میں ۲ پھیرنا شیطان کا عادت کیجئے
 مثل فارس زلزلے ہوں نجد میں ۳ ذکر آیات و لادت کیجئے
 غیظ میں جل جائیں بید نیول کے دل ۴ یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے
 کیجئے پیر چاؤ نہیں کا صبح و شام ۵ جانِ کافر پر قیامت کیجئے
 آپ درگاہِ خدا میں ہیں وجہ ۶ ہاں شفاعت بالوجاہت کیجئے

للعہ صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم -

حق تمہیں فرما چکا اپنا حبیب ۱ اب شفاعت بالمحبّت کیجئے
 اذن کر کامل چکا اب تو حضور ۲ ہم غریبوں کی شفاعت کیجئے
 ملکہوں کا شک نکل جائے حضور ۳ جانبِ مہ پھر اشارت کیجئے
 شرک پھرے ہمیں تعظیمِ حبیب ۴ اس بُرے مذہب پر لعنت کیجئے
 ظالمو! محبوب کا حق بھلا ہی؟ ۵ عشق کے بدلے عداوت کیجئے
 وارضی، محجرات، اہل شرح و پیر ۶ مومنو! اتمامِ حجت کیجئے
 بیٹھے اٹھتے حضور پاک ۷ انتجا واستعانت کیجئے
 یا رسول اللہ! دہائی آپ کی ۸ گوشمالِ اہل بدعت کیجئے
 غوثِ اعظم! آپ سے فریاد ہے ۹ زندہ پھر یہ پاک ملت کیجئے
 یا خدا! تجھ تک سب کا منتہی ۱۰ اولیاء کو حکم نصرت کیجئے

میرے آقا حضرت اچھے میاں
 ہو رضا آجھا وہ صورت کیجئے

حضرات انبیاء عظام کی حیات مقدس کے متعلق
 اہلسنت و جماعت کا

اجماعی عقیدہ
 (از سرکارِ انجمنِ امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

انبیاء کو بھی اجل آتی ہے مگر ایسی کہ فقط آتی ہے

عہ اجل، موت عہ آتی، آنے والی ہے عہ آتی، آن سے بنا ہے۔ آن کے معنی حقیقت و قوت۔

پہر اسی آن کے بعد اُن کی حسیا
روح تو سب کی ہی زندہ اُن کا
مٹل سابق وہی جسمانی ہے
جسم پر نور بھی روحانی ہے
اوروں کی روح ہو کتنی ہی لطیف
اُن کے اجسام کی کب ثانی ہے
پاؤں جس خاک پر کھدیں وہ بھی
روح ہے پاک ہی نورانی ہے
اس کی ازواج کو جاترے نکاح
اس کا ترکہ بٹے جو فانی ہے

یہ ہیں حجتی اُبدی ان کو رشتا
صدق وعدہ کی قضا مانی ہے

اہم تاریخی دستاویز

تحقیقُ الفتویٰ فی ابطال الطغویٰ مصنفہ شہنشاہ منطق و حکمت
استاذ الاساتذہ اکابر علمائے درگاہ دیوبند و ٹونک، حضرت علامہ مولانا شاہ محمد
فضل حق فاروقی خیر آبادی سنی تحفہ ماتریدی حنبلی علیہ الرحمۃ والرضوان متولد ۱۲۱۲ھ
مطابق ۱۷۹۷ء متوفی ۱۲ صفر ۱۲۷۸ھ مطابق ۱۸۶۱ء۔

دیوبندی و ہابیوں، غیر مقلد و ہابیوں، تبلیغی و ہابیوں، جماعت اسلامی و ہابیوں
صلحہ کلی و ہابیوں، نیجری و ہابیوں، الحاد پرست و ہابیوں، آزاد خیال و ہابیوں
کے پیشوائے جلیل مولا اسماعیل دہلوی نے اپنے دادا پیر، اپنے چچا نیز استاد حضرت
علامہ مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۳۹ھ مطابق ۱۸۲۳ء
علیہ الرحمۃ والرضوان کے وصال کر جانے کے بعد ۵ محرم ۱۲۳۰ھ مطابق

۹ ستمبر ۱۸۲۴ء میں "تقویت الایمان" نام کی ایک کتاب تصنیف کی جو ابن عبد الوہاب نجدی کی تالیف کتاب التوحید کا اردو زبان میں چہرہ ہے۔

۰ ملائے دہلوی نے "تقویت الایمان" میں جھوٹی مصنوعی جعلی توحید بیان کرنے کی آرٹ میں سرکار اعظم نبی اکرم پیارے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت محبوبان بارگاہ الہی کی شان میں خوب توہین و تنقیص کی اور حضرات انبیاء عظام و اولیائے کرام کو درگاہ الہی میں چہار سے بڑھ کر ذلیل اور ذرّہ ناچیز سے کم تر قرار دیا اللہ تعالیٰ اجل شانہ کے مقرب بندے نبی، ولی، غوث و قطب، پیر و شہید کو اپنے باپ کے درجہ سے گرا کر بھائیوں کی صف میں کھڑا کر دیا۔

وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ تَعَالٰی

ملائے دہلوی نے مسئلہ شفاعت پر بحث کرتے ہوئے شَفَاعَتُ بِالْوَجَاهَتِ، شَفَاعَتُ بِالْمُحِبَّتِ کا صاف صاف بے پیر ہمارا انکار کر دیا اور شَفَاعَتُ بِالْإِذْنِ کی وہ تصویر گڑھی جس کا قرآن و حدیث میں نام و نشان نہیں جس کا حاصل یہ کہ سرکار اعظم پیارے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شَفِیْحُ الْمُؤْمِنِیْنَ نہیں۔

مَعَاذَ اللّٰهِ تَعَالٰی مِنْ ذٰلِكَ

جس زمانے میں تقویت الایمان کا چرچا دہلی میں پھیلا تو ایک شخص نے مسئلہ شفاعت سے متعلق تقویت الایمان کی پوری عبارت نقل کی اور استفتار مرتب کر کے اسے حضرت علامہ مولانا شاہ محمد فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمۃ و الرضوان کی خدمت میں پیش کیا۔

مستفتی نے ملائے دہلوی کا کلام نقل کرنے کے بعد درج ذیل تین سوال کئے تھے۔

- (۱) ملائے دہلوی کا مسئلہ شفاعت سے متعلق یہ کلام حق ہے یا باطل؟
- (۲) ملائے دہلوی کا یہ کلام، حضرت سید الاولین والآخرین افضل الانبیاء و المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ عالی میں گستاخی و اہانت ہے یا نہیں؟
- (۳) اگر ملائے دہلوی کا یہ کلام، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تنقیصِ شان اور توہینِ پرستمل ہے تو قائل کا شرعاً کیا حکم ہے؟ اور وہ دین و ملت کے لحاظ سے کون ہے۔؟

رئیس علمائے اہل سنت وارشاد تلامذہ خاندان عزیزی حضرت علامہ مولانا شاہ محمد فضل حق فاروقی خیر آبادی علیہ الرحمۃ نے استفتائے مذکور کے جواب میں تحقیق الفتویٰ فی ابطال الطغویٰ تصنیف فرمایا۔ اور ہر سوال کا نہایت شرح و بسط کے ساتھ جواب تحریر فرمایا اور آخر میں پیشوائے وہابیہ ملا اسماعیل دہلوی کو کافر، مرتد، بے دین قرار دیتے ہوئے لکھا کہ:

”قائل ایں کلام لا طائل از روئے شرع مبین بلاشبہ کافر و بے دین ست ہرگز مومن و مسلمان نیست و حکم او شرعاً قتل و تکفیر ست“

(تحقیق الفتویٰ مطبوعہ لاہور پاکستان ص ۴۳۴)

یعنی اس بے ہودہ کلام کا قائل (اسماعیل دہلوی) شریعتِ غرار کے نزدیک

کافر و مرتد ہے۔ قطعی مومن و مسلمان نہیں۔ اس کے بارے میں حکم شرعی یہ ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ اور اسے کافر کہا جائے۔

واضح ہو کہ حضرت علامہ خیر آبادی علیہ الرحمہ نے رسالہ مبارکہ تحقیق الفتویٰ کی تبصیر سے ۱۸ رمضان المبارک ۱۲۴۰ھ ہجری مطابق ۵ مئی ۱۸۲۵ء عیسوی کو فراغ حاصل فرمایا فَاَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّنَا وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِنَا پھر یہ فتویٰ علمائے مفتیان کرام کے سامنے پیش ہوا۔ دہلی کے مندرجہ ذیل علمائے مشاہیر نے اس فتویٰ کی حقانیت پر ہر تصدیق ثبت فرمائی اور ملا اسماعیل دہلوی کے کافر و مرتد ہونے کی توثیق کی۔

۱	۲	۳
المتوکل علی اللہ محمد شریف	حاجی محمد قاسم	فقیر محمد حیات الاری
۴	۵	۶
کریم اللہ	محمد رشید الدین	مخصوص اللہ
۷	۸	۹
محمد رحمت	عبدالخالق	محمد عبد اللہ
۱۰	۱۱	۱۲
محمد موسیٰ	خادم محمد	احمد سعید نجدی
۱۳	۱۴	۱۵
محمد شریف	محمد حیات	صدر الدین
۱۶	۱۷	
رحیم الدین	محبوب علی	

ناظرین ملاحظہ فرمائیں :

اس فتویٰ کی تصدیق کرنے والوں میں استاذ المحدثین حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے مشاہیر تلامذہ حضرت مفتی صدر الدین دہلوی حضرت مولانا رشید الدین خاں، حضرت مولانا محبوب علی وغیرہ کیساتھ ساتھ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ والرضوان کے مبارک نسبی خاندان کے چشم و چراغ درویشوں، فقیروں کے مرجع حضرت مولانا شاہ احمد سعید نقشبندی مجددی اور خود ملا اسماعیل دہلوی کے دو چچا زاد بھائی حضرت مولانا شاہ مخصوص اللہ اور حضرت مولانا شاہ محمد موسیٰ جلوہ نما ہیں۔

یہ واضح رہے کہ ملائے دہلوی کے عقائد کفریہ و خیالات باطلہ کی مخالفت کرنے والے صرف یہی علماء نہیں جن کی مہر پر تحقیق الفتویٰ میں ثبت ہیں۔ بلکہ مولوی عبدالحی دہلوی کو چھوڑ کر باقی سارے علمائے دہلی مولوی اسماعیل کے عقائد کفریہ کی تردید میں سرگرم تھے۔ ان ہی علمائے دہلی میں ایک چاق چوبند عالم حضرت مولانا منور الدین علیہ الرحمہ ہیں جو حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے تلمیذ ار اور مسٹر ابوالکلام آزاد کے والد مولانا خیر الدین علیہ الرحمہ کے نانا ہیں۔

حضرت مولانا منور الدین علیہ الرحمہ کے ملا اسماعیل دہلوی کی تردید اور اوہابیت کے ابطال میں کیسی سرگرمی دکھائی اس کا بیان دیوبندیوں اور غیر

مقدموں کے پیشوائے عظیم مسٹر ابوالکلام آزاد کی زبان سے سُنئے۔
آزاد صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

”مولانا اسماعیل شہید کے ساتھ مولانا منور الدین کا جو شدید اختلاف بلکہ مخالفت ہوئی اس کی بابت جو رائے بھی قائم کی جائے تاہم اس کا تفصیل سے دکھانا ضروری ہے۔ جس سے مولانا منور الدین کا اپنے عقائد میں تَصَلُّب جس بات کو وہ حق سمجھتے تھے اس کے احقاق میں سرگرمی اور جسے باطل سمجھتے تھے اس کے رد و ازالہ میں ان تھک ہمت ظاہر ہوتی ہے۔ مولانا اسماعیل شہید مولانا منور الدین کے ہم درس تھے۔

شاہ عبدالعزیز کے انتقال کے بعد جب مولانا اسماعیل نے تقویت الایمان اور جلاء العینین لکھی اور ان کے اس مسلک کا ملک میں چرچا ہوا تو تمام علماء میں ہچل پڑ گئی۔ ان کے رد میں سب سے زیادہ سرگرمی بلکہ سربراہی مولانا منور الدین نے دکھائی۔ متعدد کتابیں لکھیں۔ اور ۱۲۳۴ھ بمطابق ۱۹۱۵ء میں جامع مسجد میں کیا۔ تمام علمائے ہند سے فتویٰ مرتب کرایا۔ پھر حرمین سے فتویٰ منگوایا۔

مولانا منور الدین کی تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے ابتداءً مولانا اسماعیل اور ان کے رفیق اور شاہ صاحب کے داماد مولانا عبدالحمی کو بہت کچھ فہمائش کی اور ہر طرح سمجھایا۔ لیکن جب ناکامی ہوئی تو بحث و رد میں سرگرم ہوئے۔ اور جامع مسجد (دہلی) کا شہرہ آفاق مناظرہ ترتیب

عہد مولوی اسماعیل ۱۲۳۶ھ بمطابق ۱۹۱۵ء میں قتل کئے گئے۔ مباحثہ مذکور ۱۲۳۴ھ بمطابق ۱۹۱۳ء میں ہوا ہے۔
۱۲۳۴ھ بمطابق ۱۹۱۳ء کی کتابت کی غلطی سے یا آزاد صاحب کو صحیح سنہ یاد نہ رہا۔

دیا۔ جس میں ایک طرف مولانا اسمیل اور مولانا عبدالحی تھے اور دوسری طرف مولانا منور الدین اور تمام علمائے دہلی۔

(آزاد کی کہانی خود آزاد کی زبانی مرتبہ مولوی عبد الرزاق طبع آبادی ص ۵۶)

پھر حضرت علامہ مولانا شاہ فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمہ نے تحقیق الفتویٰ میں ملا اسماعیل دہلوی کے کافر و مرتد ہونے کا جو فتویٰ تحریر فرمایا تھا اسے ہندوستان کے دیگر بلاد کے اکابر علماء نے اپنی اپنی تصنیفات میں بطور دستاویز و حوالہ نقل کیا اور اس فتویٰ سے اتفاق فرماتے ہوئے اسماعیل دہلوی کے کفر و ارتداد کو خوب آشکار کیا۔ چنانچہ فرنگی محل لکھنؤ کے علمی خاندانہ کے چشم و چراغ حضرت علامہ مولانا شاہ فضل رسول عثمانی بدایونی علیہ الرحمہ نے ۱۲۶۵ھ ہجری مطابق ۱۸۴۸ء میں اسماعیل دہلوی کے فتنہ روہایت کی تردید میں ایک کتابت زبان اردو ”سیف الجبار“ تالیف فرمائی۔ اور سلہٹ صوبہ آسام کے باشندہ حضرت علامہ مولانا عبد الرحمن فاروقی بن صدر الصدور صوبہ بنگال مولانا محمد ادریس نے ۱۳۰۳ھ ہجری مطابق ۱۸۸۲ء میں وہابیوں کے شیخ اسکل نام نہاد محدث نذیر حسین دہلوی کے اقوال باطلہ کی تردید میں ایک رسالہ بزبان فارسی ”سیف الابرار“ تحریر فرمایا۔ اول الذکر علامہ بدایونی نے ”سیف الجبار“ مطبوعہ مکتبہ رضویہ مکان ”الحملہ اچنت گڑھ“ بن شید لاہور ص ۸ میں اور آخر الذکر علامہ فاروقی نے ”سیف الابرار“ مطبوعہ نظامی پریس کانپور ص ۳۶ میں ملا اسماعیل دہلوی کی تکفیر سے متعلق تحقیق الفتویٰ کی یہ عبارت بطور سند نقل فرمائی ہے کہ:

”۔ قائل این کلام لاطائل (ملا اسماعیل دہلوی) از روئے شرع مبین

کافر و بیدین ست ہرگز مومن و مسلمان نیست۔“

ان پوسٹ برکنڈہ تاریخی حقائق سے دن دو پہر کے سورج کی طرح واضح ہو گیا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ متولد دہم شوال ۱۲۶۲ھ ہجری کی ولادت باسعادت سے ۳۲ برس ۲۲ دن قبل حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے علمی خاندان کے روشن چراغ علمائے دہلی رمضان مبارک ۱۲۴۰ھ ہجری مطابق مئی ۱۸۲۵ء میں غیر مقلدوں ، دیوبندیوں ، مودودیوں کے پیرومرشد ملا اسماعیل دہلوی کے کافر و مرتد ہونے کا تحریری باضابطہ فتویٰ دے چکے ہیں۔ پھر صدور فتویٰ کے باوجود مولوی اسماعیل نے اپنی و بابیت دینہ سے توبہ نہ کی جس کے باعث ملا اسماعیل کے معاصرین علمائے کرام اور بعد کے علمائے اسلام ، ملا دہلوی کے کفر و ارتداد کا اعلان یوپی سے بنگال تک کرتے رہے ۔

اب میں ناظرین کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ ۱۳۱۳ھ ہجری مطابق ۱۸۹۴ء میں شہریدایوں سے مولانا محمد فضل المجید فاروقی نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کی خدمت اقدس میں ایک تحریری استفتاء بھیجا کہ ہمارے فقہائے کرام کے نزدیک و بابیہ اور ان کے پیشوا اسماعیل دہلوی پر حکم کفر لازم ہے یا نہیں ؟

سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تقویت الایمان ، صراطِ مستقیم وغیرہ تصنیفات ملا دہلوی سے شتر اقوال کفریہ شمار کر کے جمہور فقہاء

کے مسلک پر فتویٰ دیا کہ :

ماہ نیم ماہ و مہر نیم روز کی طرح ظاہر و زاہر کہ اس فرقہ متفرقہ یعنی وہابیہ اسمعیلیہ اور اس کے امام نافر جام (اسماعیل دہلوی) پر جہنمًا قطعًا اجماعًا بوجہ کثیرہ کفر لازم اور بلاشبہہ جاہیر فقہائے کرام و اصحاب فتویٰ اکابر و اعلام کی تصریحات واضحہ پر یہ سب کے سب مرتد، کافر، باجماع ائمہ ان سب پر اپنے تمام کفریہ ملعونہ سے بالتصریح توبہ و رجوع اور از سر نو کلمہ اسلام پڑھنا فرض و واجب ——— (الکوکبۃ الشہابیہ ص ۵)

اعلیٰ حضرت کے اس فتویٰ پر سارے وہابی دیوبندی چیخ پڑے اور اعلیٰ حضرت کو گالیاں دینے لگے۔ چنانچہ اَللّٰہُمَّ لَکَ جو ہندوستان بھر کے وہابی دیوبندی ملاؤں کے سر جوڑ متفقہ کتاب ہے اس میں علمائے دیوبند تاریخی حقائق کو جھٹلاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :

۵۔۔۔ (مولانا احمد رضا) خان صاحب کے خاندان میں چونکہ بدعت کی تخم ریزی پہلے ہی سے ہو چکی ہے اس وجہ سے سب کے پچھلے پچوڑ خاں صاحب احمد رضا خاں برعکس نام نہند زنگی کافر و درحقیقت احمد رضا خاں صاحب نے تمام ہندوستان میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ فخر امتہ و معجزۃ من معجزات سید المرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم کے خاندان کو چناؤ حضرت مولانا اسماعیل صاحب شہید مرحوم مغفور مظلوم اہل بدعت پر بوجہ بعض کلمات کے جو سخت غالی اہل بدعات کے جن کی بدعات شرک کی حد تک پہنچ گئی تھیں، مقابلہ میں لکھے گئے تھے۔ تمام قرآنِ حالیہ اور غیر حالیہ

سے قطع نظر کر کے اتہامات لگائے اور ان پر ستر کیا بلکہ غیر متناسب وجہ سے کفر لازم کیا اور ان کا کفر اجماعی قطعی قرار دے کر فقہائے کرام کا فتوے تکفیر چھاپ دیا۔

(علمائے دیوبند کی سر جوڑ کتاب المہند ص ۳۲)

حضرات ناظرین!

دہلیوں کی سنگین دھاندلی اور بدترین فریب دہی ملاحظہ کریں جس اسماعیل دہلوی کی تکفیر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے پوتے مولانا شاہ مخصوص اللہ اور مولانا شاہ محمد موسیٰ نے کی اور جس اسماعیل دہلوی کو حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کے ارشد تلامذہ مولانا شاہ فضل حق خیر آبادی مولانا مفتی عبداللہ آزاد دہلوی، مولانا رشید الدین خاں دہلوی وغیرہ کثیر علمائے دہلی نے مرتد اور قابل قتل قرار دیا۔ جس اسماعیل کے بچوں و مرتد ہونے پر فقراء و مشائخ کے استاذ حضرت مولانا شاہ احمد سعید نقشبندی مجددی نے مہر تصدیق ثبت کی۔

جس اسماعیل دہلوی کے کفر و ارتداد کو مشاہیر علمائے ہند حضرت مولانا شاہ فضل رسول عثمانی بدایونی، حضرت مولانا مسطور الدین دہلوی، حضرت مولانا عبد الرحمن فاروقی سلمی، (آسام) وغیرہ نے ہندوستان سے عرب تک آشکارا کیا۔ اسی اسماعیل دہلوی کے متعلق جب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی نے اپنے دور ۱۳۱۲ھ میں کفر و ارتداد کا فتویٰ صادر فرمایا تو علمائے دیوبند کے جتنے کو بگڑا ہوا میعاد بخار چڑھا آئے۔ جس نے سرسामी کیفیت پیدا کر دی اور وہ ہڈیاں بکنے لگے۔ پھر ان کی سر جوڑ پنچایت نے تاریخی حقائق پر دبیز پردہ ڈال کر چودھویں صدی کے عام

کلمہ گو یان اسلام کو یہ باطل تاثر دیا کہ :

— لوگو! ہمارے ہادی شاہ اسماعیل دہلوی، پیشوائے اسلام رہنمائے دین ہیں۔ شاہ اسماعیل دہلوی کا پورے ہندوستان میں کوئی عالم دین مخالف نہیں۔ ہندوستان کے کسی مفتی نے ہمارے شاہ اسماعیل کو کافر و مرتد قرار نہیں دیا۔ بس بریلی کے تنہا مولانا احمد رضا ہیں۔ جو خاندان شاہ ولی اللہ کے دشمن ہیں اور جنہوں نے ہمارے شاہ اسماعیل دہلوی پر کفر و ارتداد کا فتویٰ جاری کیا ہے۔ — تو جب علمائے ہندوستان میں شاہ اسماعیل دہلوی کا کوئی مخالف نہیں تو ایک اکیلے مولانا احمد رضا کے تنہا فتویٰ کا کیا اعتبار؟ لہذا عام مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ مولانا احمد رضا کے فتویٰ کو دشمنی پر محمول کر کے اسے غلط سمجھیں اور شاہ اسماعیل دہلوی کی اسی طرح پرستش کریں۔ جس طرح عام دیوبندی اور غیر مقلدین۔ شاہ اسماعیل کی پرستش کرتے آ رہے ہیں۔ :

(تاثر المہند ص ۳۲)

اب جب کہ حقائق کو بالکل ننگا کر دیا گیا تو ایک ایک وفادار عظمت مصطفیٰ مسلمان، ہر غدار بارگاہ مصطفیٰ منافق سے پوچھ سکتا ہے کہ ملا اسماعیل دہلوی کے علم زاد بھائی مولانا شاہ مخصوص اللہ دیوبندی اور مولانا محمد موسیٰ دیوبندی صاحبان نے ملا اسماعیل دہلوی کو تکفیر

کانشانہ کیوں بنایا؟ — حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی کے شاگرد
علماء اور مفتیوں نے اسماعیل دہلوی کو کافر، مرتد، بیدین اور قابل گردن
زدنی کیوں قرار دیا۔؟

مشاہیر علماء ہند نے اسماعیل دہلوی کے کفر و ارتداد کی اشاعت کیوں
کی۔؟ پھر جب صورت واقعہ یوں ہے تو علمائے دیوبند کی متفقہ سرخوڑ
پنچایت نے ملا اسماعیل دہلوی کی تکفیر کے سلسلے میں علمائے دہلی اور
علمائے دگر بلاد ہند کا نام کیوں نہ لیا۔ اور چودھویں صدی کے عام
مسلمانوں کو کیوں نہیں آگاہ کیا۔ کہ تیرہویں صدی کے مشاہیر و اکابر
علمائے ہمارے مظلوم شہید اسماعیل دہلوی پر کفر و ارتداد کا فتویٰ
دیا ہے۔ صرف اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کا نام لے کر کیوں گالی دی؟
اس لئے تاکہ موجودہ دور کے سادہ لوح مسلمان، اعلیٰ حضرت کی
ذات پر اعتماد نہ کریں۔ اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ پر عمل نہ کریں اور علمائے
دیوبند کو سچا تصور کر کے مباہیت کی گود میں چلے جائیں۔

وَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ
وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ
وَالِیِّ الطَّيِّبِيْنَ وَصَحْبِهِ الْمُسْلِمِيْنَ
وَاَنْوَاجِهِ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ.

جنت نبینہ

مولانا خیر الدین علیہ الرحمہ

دیوبندیوں اور غیر مفتلذوں کے پیشوائے جلیل ابوالکلام آزاد کے والد گرامی حضرت مولانا خیر الدین صاحب شہر دہلی میں ۱۲۴۷ھ مطابق ۱۸۳۱ء میں پیدا ہوئے۔ حضرت موصوف نے اپنے نانا مولانا منور الدین، مولانا مفتی صدر الدین، مولانا رشید الدین، وغیرہ علماء سے تعلیم حاصل کی۔ فراغتِ تعلیم کے بعد آپ کا بڑا وقت فتنہ وہابیت کی سرکوبی میں صرف ہوا۔ آپ کے زمانہ تبلیغ میں وہابیت نے اپنا فتنہ وسیع کرنے کے لئے حنفیت کا چور دروازہ بنا کر اس میں پناہ لے رکھی تھی اس لئے تردید وہابیت کے سلسلے میں آپ اس نے فریب کی کاٹ کرتے تھے۔ مزید تفصیل ابوالکلام آزاد کی زبان سے سنیے آزاد صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

_____ انہوں نے (یعنی مولانا خیر الدین نے) وہابیوں کو دو اصولی قسموں میں بانٹ دیا تھا۔ کہتے تھے دو فرقے ہیں اسماعیلیہ ہے۔ دوسرا اسحاقیہ،

اسماعیلیہ سے مقصود وہ فرقہ تھا جو بدعات و رسوم کی مخالفت کے ساتھ تقلید شخصی کا بھی تارک ہو جیسا کہ مولانا اسماعیل شہید نے تقویت الایمان

اور جلاء العینین وغیرہ میں لکھا ہے اسحاق قیام سے مقصود وہ فرقہ ہے جو حنفیت و تقلید سے تو انکار نہیں کرتا لیکن بدعات و رسوم کا مخالف ہے اس کی وجہ تسمیہ یہ تھی کہ شاہ محمد اسحاق نے ماٹتا مسائل میں بدعات و رسوم سے اختلاف کیا ہے۔ مگر تقلید و حنفیت کے خلاف کوئی بات نہیں کہی۔ وہ (مولانا خیر الدین) کہتے تھے کہ جب اسماعیلیہ غیر مقبول ہو گئی تو وہاں نے اپنے مکائد کی اشاعت کے لئے راہِ تقیہ اختیار کی اور حنفیت کی آڑ قائم کر کے اپنے دیگر عقائد کی اشاعت کرنے لگے۔

جہاں تک مجھے خیال ہے وہ (یعنی مولانا خیر الدین) وہابیوں کے کفر پر و ثوق کے ساتھ یقین رکھتے تھے۔ انھوں نے بارہا فتویٰ دیا کہ وہابیہ (عورت، یا وہابی (مرد) کے ساتھ نکاح جائز نہیں۔ کسی حنفی (سنی) کے لئے کسوٹی یہ تھی کہ اس سے سید احمد صاحب (رائے) بریلوی، مولانا اسماعیل شہید، مولانا اسحاق اور تقویت الایمان، صراطِ مستقیم، مائتہ مسائل، اربعین کی نسبت (والد مرحوم) سوال کرنے، اگر وہ شخص بدعتی سے ان بزرگوں اور کتابوں کے خلاف عقیدہ ظاہر کرنے میں ذرا بھی تامل کرتا تو بس یہ وہابیت کا قطعی ثبوت ہوتا۔

(آزاد کی کہانی... ص ۱۶۵ و ۱۶۶)

ناظرین گرام:

مولانا خیر الدین علیہ الرحمہ کا کلکتہ میں ۱۳۲۷ھ بمطابق ۱۹۰۹ء میں وصال ہوا۔ حضرت موصوف کے وہابیت کے خلاف جو

اقوال و فتویٰ آپ حضرات کے سامنے پیش کئے جا رہے ہیں یہ آج سے ۷۵ سال سے بھی پیشتر کے ہیں۔ عہد حاضر کے غیر مقلدین اور دیوبندی سب کان کھول کر سن لیں کہ وہابیوں کے پیشوائے کبیر ابوالکلام آزاد کے والد گرامی حضرت مولانا خیر الدین علیہ الرحمہ کے نزدیک۔

- (۱) مولوی اسماعیل دہلوی اور تقویت الایمان کے ماننے والوں کو وہابی کہتے ہیں خواہ وہ تقلید سے چڑھتے ہوں یا تقلید سے چمٹے ہوں
- (۲) غیر مقلد وہابی اور حنفی وہابی (یعنی دیوبندی) یقینی کافر ہیں۔
- (۳) سستی مرد کا نکاح وہابی عورت سے جائز نہیں۔
- (۴) سستی عورت کا نکاح وہابی مرد سے جائز نہیں۔
- (۵) وہابی اپنے عقائد باطلہ کی تبلیغ کے لئے تقیہ اور فریب سے کام لیتے ہیں۔

یا اللہ یا رحمن یا رحیم! تو اپنے کرم سے سادہ لوح وہابیوں کو ہدایت عطا فرما اور ان کو اپنے محبوب سرکار اعظم پیارے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت کا وفادار بنا۔

(آمین)

بجاء النبی الامین المکین علیہ و
علیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام

پیشولے دیوبندیت، مقتدائے غیر مقلدیت

ابوالکلام آزاد کا

عبرت آموز بصیرت افروز تجدیت سوز صاف صاف

اعتراف

وہابیوں کے جلیل القدر مولانا ابوالکلام آزاد مسلمان کہلانے والوں کی موجودہ گمراہی کی ترتیب پر بحث کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ:

— والد مرحوم (مولانا خیر الدین علیہ الرحمہ) کہا کرتے تھے کہ گمراہی کی موجودہ ترتیبیں ہیں کہ پہلے وہابیت پھر نیچریت۔ نیچریت کے بعد تیسری قدرتی منزل جو الحاد قطعی کی ہے۔ اس کا وہ ذکر نہیں کرتے تھے اس لئے کہ وہ نیچریت ہی کو الحاد قطعی سمجھتے تھے لیکن میں والد مرحوم کی بیان کردہ ترتیب گمراہی کو تسلیم کرتے ہوئے اتنا اضافہ کرتا ہوں کہ تیسری منزل الحاد ہے اور ٹھیک ٹھیک مجھے ہی پیش آیا۔ سرسید (احمد خاں) مرحوم کو بھی پہلی منزل وہابیت

ہی کی پیش آتی تھی۔

ر آزاد کی کہانی خود آزاد کی زبانی (ص ۳۸)

محترم ناظرین!

آزاد صاحب کے مذکورہ بالا بیان سے چند اہم امور کا انکشاف ہوا۔

اول یہ کہ ابوالکلام آزاد بھی مانتے ہیں کہ موجودہ زمانہ میں کوئی مذہبی مسلمان اچانک اور دفعۃً ملحد و دھریہ نہیں ہو جاتا بلکہ پہلے وہ وہابیت اختیار کرتا ہے بعدہ جب اس کی وہابیت ٹھوس ہو جاتی ہے تب وہ نیچری ہو جاتا ہے پھر جب اس کی نیچریت انتہا کو پہنچتی ہے تو وہ ملحد و دہریہ بن جاتا ہے۔

دوم: یہ کہ آزاد صاحب کو بھی تسلیم ہے کہ وہابی گمراہ ہے اور نیچری اس سے بڑھ کر گمراہ ہے اور ملحد تو وہ آخری گمراہ ہے۔

سوم: یہ کہ آزاد صاحب کو ٹھیک ٹھیک یہ تینوں امور یعنی وہابیت، نیچریت اور الحاد بالترتیب پیش آئے جس کا معنی یہ ہے کہ آزاد صاحب سب سے پہلے وہابی ہوئے پھر نیچری بنے اس کے بعد ترقی کر کے ملحد ہو گئے۔

چہارم: یہ کہ آزاد صاحب کو یہ اعتراف ہے کہ سرسید خاں کی گمراہی بددینی کی پہلی منزل وہابیت تھی۔ یعنی سرسید صاحب اچانک ایک بیک نیچری نہیں ہو گئے تھے بلکہ وہ پہلے وہابی بنے پھر وہابیت کی

ترقی نے انہیں نیچری بنا کے چھوڑا۔

یہ حقیقت ہے کہ مولانا خیر الدین علیہ الرحمہ نے اپنی بصیرتِ ایمانی سے اور آزاد صاحب نے اپنے مسلسل تجربے کی روشنی میں وہابیت کو جو گمراہی اور ضلالت کا پہلا زینہ قرار دیا وہ بالکل بجا اور درست ہے۔ کیونکہ مولوی اسماعیل کے زمانے سے ابوالاعلیٰ مودودی کے زمانے تک کے واقعات و حالات گواہ ہیں کہ آج مسلم گھرانوں میں جس قدر دہریے، لاندہب، ملحد، نیچری، قادیانی، چکرالوی، غیر مقلد دیوبندی، ندوی، صلح کٹی اور مودودی پیدا ہوئے ان سب کی ذمہ دار ”وہابیت“ ہے۔ اور صرف وہابیت ہے۔

حق تلاش کرنے والوں پر یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ خود غیر مقلدوں اور دیوبندیوں کے پیشوائے جلیل الشان جس کو وہابی حضرات اپنی جلالت کا صاحب بصیرت عالم، قرآن و حدیث کا ماہر کامل و نیات کا بلند پایہ محقق، اسلامیات کا مفکر اعظم، چونی کا سیاست داں، تاریخ و فلسفہ کا استاذ ملنتے ہیں اور جس نے وہابیت کا نہ صرف مطالعہ کیا ہے۔ بلکہ وہابیت قبول کر کے اس کی قیادت کے فرائض انجام دیتا رہا۔ اور جو وہابیوں میں امام الہند ابوالکلام آزاد کے نام سے مشہور ہے۔ اس نے بے پھر چار صاف صاف اعلان کر دیا کہ پہلی گمراہی وہابیت ہے بعدہ نیچریت پھر الحاد۔

اس اعترافِ حقیقت کے بعد جسے اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے
وہ اپنی وہابیت سے توبہ کر کے سنیت قبول کرے اور وفادارانِ
عظمتِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے ساتھ ہو جائے۔

وَاللّٰهُ هُوَ الْهَادِي جَل شَانُهُ۔ وَصَلَّى
اللّٰهُ تَعَالٰی وَسَلَّمْ عَلٰی اَفْضَلْ خَلْقِهِ
وَاعْلَمْ خَلْقَهُ سَيِّدًا مَّحَمَّدٌ رَسُوْلُ
اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِهِ وَصَحْبِهِ وَاَزْوَاجِهِمْ وَابْنِهِ
الْغَوْثِ اعْظَمِ الْجَيْلَانِي اَجْمَعِينَ وَاٰخِرُ
دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

صفحہ ۳۲ کے بعد :

(۶۷) الجواہرِ مصیم ابوالحسن خاں منطری بہتم مدرسہ غوثیہ فیضان العلوم راجندر برکدی ضلع گوجرانو
(۶۸) الجواہرِ مصیم نثار احمد غفرلہ ساکن قاضی بکولی کلاں، دنگھا ضلع بستی۔

(۶۹) الجواہرِ مصیم ابوہریرہ موضع دھوروہ شہرت گڈہ ضلع بستی۔

(۷۰) الجواہرِ مصیم محمد شریف القادری مدرس جامعہ غازیہ سید العلوم بڑی تکیہ
شہر بہرائچ شریف ساکن موضع کھونڈے ضلع بہرائچ شریف۔

(۷۱) الجواہرِ مصیم محمد جیل احمد شمیم یار علوی مدرس ادارہ اہل سنت شہر ناسک
مہاراشٹر ساکن بلیمیر یا تحصیل بہرائچ ضلع بستی۔

(۷۲) الجواہرِ مصیم اطہر حسین غفرلہ دارالعلوم منظر حق ٹانڈہ ضلع فیض آباد

۲۴ نورانی فتویٰ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے
میں کہ

(۱) کیا دیوبندی امام کے پیچھے نماز ادا ہوتی ہے؟ (۲) کیا
دیوبندی عقیدہ رکھنے والوں کے ہاتھ کا ذبیحہ جائز ہے؟
(۳) اگر اہل سنت اپنی الگ جماعت کریں اور دیوبندی اہل
مسجد میں دوسری جماعت کریں تو دو جماعت کرنے میں
کوئی حرج تو نہیں؟ بینوا التوجروا

سائل قاضی عبدالحق ساکن موضع بکولی کلاں

پوسٹ رنگٹا تحصیل خلیل آباد ضلع بستی یو پی ۱۶، رزی الحجہ ۱۳۸۸ ہجری

مطابق ۵ مارچ ۱۹۶۹ء

الجواب (۱) دیوبندیوں کی نماز قطعاً نہیں ہوتی۔ ان کے
پیچھے نماز پڑھنی، نہ پڑھنے کے برابر بلکہ اس سے بھی بدتر۔
دیوبندیوں نے شانِ الوہیت و رسالت میں
شدید گستاخیاں کی ہیں جن کی بنا پر علمائے عرب و عجم، ہندو

نے ان کے بارے میں یہ فتویٰ دیا ہے کہ یہ (لوگ) کافر، مرتد، خارج از ایمان ہیں ایسے کہ جو ان کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے اور جب یہ لوگ کافر و مرتد ہیں تو نہ ان کی نماز، نماز ہے نہ ان کے پیچھے کسی کی نماز درست۔
واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) دیوبندیوں کے ہاتھ کا ذبیحہ مردار کے حکم میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) سنیوں پر فرض ہے کہ حسب استطاعت دیوبندیوں کو مسجد میں نہ آنے دیں۔ عامۃ کتب فقہ میں ہے ویمنع عنہ کل مودّ ولو بلسانہ (یعنی ایذا دینے والے ہر شخص کو مسجد میں آنے سے روکا جائے اگرچہ وہ صرف زبان ہی سے ایذا دیتا ہو) اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالیاں دینے والوں سے بڑھکر کون (موزی اور) ظالم ہے۔ انھیں مسجد میں ہرگز ہرگز نہ آنے دیا جائے لیکن اگر اس پر قدرت نہ ہو تو اتنا ضرور کریں کہ ان کے پیچھے نماز ہرگز نہ پڑھیں اور اپنی جماعت الگ کریں اور اس صورت میں فرض ہے کہ سنی دوسری جماعت ضرور کریں اس لیے کہ نہ دیوبندیوں کی نماز، نماز ہے نہ ان کی جماعت۔ دیوبندی

کی جماعت کا اُعداؤ۔ جماعتِ اُولیٰ صرف سنیوں کی جماعت ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں کہ دیوبندیوں کی جماعت ہونے کے باوجود اس کے پہلے یا اس کے بعد سنی اپنی جماعت کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ محمد شریف الحق امجدی شیخ الحدیث
جامعہ انوار القرآن شہر بلرامپور ضلع گونڈہ نزیل مدرسہ
تدریس الاسلام بسڈیلہ ضلع بستی ۱۶، ذی الحجہ ۱۳۸۸ ھ بمطابق

تصدیق

سرکارِ مفتی اعظم ہند حضرت مولانا شاہ مصطفیٰ رضا سجادہ نشین آستانہ قادریہ رضویہ بریلی شریف یوپی

۱۶، الجواب صحیحہ واللہ تعالیٰ اعلم۔ بے شک و شبہ دیوبندیوں کے پیچھے نماز باطل ہے کہ (خود) ان کی نماز باطل ہے۔ بیشک ان کا ذبیحہ مردار ہے۔ بیشک سنیوں کی مسجد میں دیوبندیوں کو آنے کا کوئی حق نہیں۔ وہ زبردستی آئیں تو حکومت سے انہیں مانعت کرانا لازم ہر مرتد کا یہی حکم ہے جیسے قادیانیوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، ان کے ساتھ

میل جول۔ ان سے سلام و کلام، ان سے نکاح بیاہ، ان کی بیمار پری،
وہ مرجائیں تو ان کے جنازہ کی شرکت، ان کے ساتھ نماز، ان پر نماز
حرام حرام حرام ہے۔ ان کے کفر پر مطلع ہو کر انھیں مسلمان جاننا، ان
کے کافر، مستحق عذاب ہونے میں شک کرنا کفر انجام ہے یونہی دیوبندی
کا یہی حکم ہے واللہ تعالیٰ ہوالہادی

فقیر مصطفیٰ رضا قادری نزیل تدریس الاسلام بسڈیلہ
(تحصیل خلیل آباد ضلع بستی یوپی) ۱۶ رزی الحجہ ۱۳۸۸ھ

تَصَدِیْقَات

- (۱) الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ (سربراہ جامعہ اشرفیہ مبارک پور
ضلع اعظم گڑھ نزیل تدریس الاسلام بسڈیلہ ۱۶ رزی الحجہ ۱۳۸۸ھ)
- (۲) الجواب صحیح عبدالمنان اعظمی (شیخ الحدیث) جامعہ اشرفیہ مبارک پور
ضلع اعظم گڑھ (نزیل تدریس الاسلام بسڈیلہ ۱۶ رزی الحجہ ۱۳۸۸ھ)
- (۳) الجواب صحیح سید موصوف اشرف کچھوچھوی سابق صدر مدرس ضیاء الاسلام
شہر گورکھپور (ساکن قصبہ بسکھاری تحصیل اکبر پور ضلع فیض آباد
نزیل تدریس الاسلام بسڈیلہ ۱۶ رزی الحجہ ۱۳۸۸ھ)
- (۴) الجواب صحیح اعجاز احمد خاں صدر المدرسین تدریس الاسلام بسڈیلہ۔

- (۶) الجواب صحیح محمد نعمان قادری سابق مدرس تدریس الاسلام بڈیلہ
الحال مدرس جامعہ اہل سنت و تہاہی ضلع فیض آباد (ساکن قصبہ دیوگادون اعظم گڑھ)
- (۷) الجواب صحیح غلام جیلانی (شیخ الحدیث) دارالعلوم فیض الرسول
براؤں شریف ضلع بستی (ساکن قصبہ گھوسی ضلع اعظم گڑھ)
- (۸) الجواب صحیح بدرالدین احمد قادری رضوی خادم مدرسہ غوثیہ فیض العلوم بڑھیا بستی۔
- (۹) الجواب صحیح محسن الدین عنی عنہ (شیخ الحدیث) دارالعلوم فیض الرسول
براؤں شریف بستی یوپی (ساکن راوت پار، شاہ پور، ضلع گورکھپور)
- (۱۰) الجواب صحیح محمد سید احمد انجم مدرس دارالعلوم فیض الرسول براؤں
شریف بستی یوپی (ساکن بگلہوا شہرت گڑھ ضلع بستی)۔
- (۱۱) الجواب صحیح عبدالحکیم غفرلہ مدرس دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف
(ساکن مدو بازار بڑھیا ضلع گڑھ)
- (۱۲) الجواب صحیح محمد ظہور احمد رضوی گوندوی مدرس تنویر الاسلام امرڈوہا
تحصیل خلیل آباد ضلع بستی (ساکن قصبہ امرڈوہا)
- (۱۳) الجواب صحیح عزیز احمد صدیقی قادری حشمتی ساکن نگوا مجھاری تحصیل اتروہ ضلع گڑھ
- (۱۴) الجواب صحیح محمد عنایت احمد نعیمی جامعہ غوثیہ اتروہ ضلع گڑھ
- (۱۵) الجواب صحیح غلام ربانی امجد نگر قصبہ گھوسی ضلع اعظم گڑھ مدرسہ المدینہ شاہی بانی
- (۱۶) الجواب صحیح محمد صابر القادری نسیم بستی سکندر پور ضلع بستی فیض الرسول براؤں شریف

- (۱۷) الجواب صحیح غلام حسین مصباحی محلہ کٹرہ مبارکپور ضلع اعظم گڑھ
- (۱۸) قدیم الجواب واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب محمد عبدالرحیم قادری ساکن پورہ گورچو
ضلع گونڈہ مدرس مدرسہ اشرفیہ ہلسفت مراد العلوم چندرہ منور ضلع بارہ بنکی یوپی
- (۱۹) الجواب صحیح محمد عبدالعزیز اجاگر پور، مسکنواں ضلع گونڈہ
- (۲۰) الجواب صحیح محمد صدیق نوری صدر مدرس مدرسہ اشاعت الاسلام بڑھنی بازار بستی ضلع بستی
- (۲۱) الجواب صحیح فضل الرحمن بیرہوا بھانجھر ضلع گونڈہ مدرس مدرسہ اشاعت الاسلام بڑھنی بازار
- (۲۲) الجواب صحیح محمد اسلام موضع مہوا ضلع بستی مدرس جامعہ احسن المدارس قدیم شہر کان پور
- (۲۳) الجواب صحیح محمد صدیق خاں مدرسہ غوثیہ رضویہ بھیرہوا ضلع روپن دیٹی ریاست بیلال
- (۲۴) الجواب صحیح جلال الدین احمد امجدی مفتی دارالافتاء فیض الرسول براؤن شہر بستی
- (۲۵) الجواب صحیح عبدالباری عفا اللہ تعالیٰ عنہ دھلو شریف التفات گنج، فیض آباد
- (۲۶) الجواب صحیح محمد ادریس ادارہ اہل سنت فیض الاسلام مہداول، بستی
- (۲۷) الجواب صحیح نثار احمد اعظمی قادری رضوی محلہ کریم الدین پور گھوسی اعظم گڑھ
- (۲۸) الجواب صحیح محمد عبدالرحمن عرف علی حسن اشرفی برکاتی رضوی نسیمی پانی بستی شہر بستی
- (۲۹) الجواب صحیح فیض احمد قادری رضوی یار علوی راؤت پارہ شاہ پور ضلع گورکھپور
- (۳۰) الجواب صحیح محسن دھنورہ شہرت گڑھ مدرس مدرسہ غوثیہ بڑھیا ضلع بستی
- (۳۱) الجواب صحیح زمین العابدین شمسی رضوی صدر مدرس جامعہ امداد العلوم
مہناڈا کھانہ کھنڈ سری ضلع بستی۔

- (۳۲) الجواب صحیح شاہ محمد کیفی قادری رضوی مدرس جامعہ امداد العلوم شہنا، ضلع بستی
(۳۳) الجواب صحیح عبد الجبار اشرفی بستوی مدرس مدرسہ غوثیہ بڑھیا، کھنڈ سری ضلع بستی
(۳۴) الجواب صحیح محمد برکت اللہ قادری یار علوی شہر ناپارہ، ضلع بہرائچ شریف
(۳۵) الجواب صحیح محمد حلیم قادری مدرس مدرسہ مخزن العلوم بھاؤ پورہ، اٹوا ضلع بستی
(۳۶) الجواب صحیح غلام غوث پرانی بستی شہر بستی

- (۳۷) الجواب صحیح محمد سعید احسن پکیو یا مسلم تحصیل بہرائچ، ضلع بستی
(۳۸) الجواب صحیح سید انوار حسین رضوی شہر شاہ جہاں پور ٹوپی
(۳۹) الجواب صحیح خلیفہ باطل مرغوب احمد قادری مدرس جامعہ فاروقیہ شہر بنارس
(۴۰) الجواب صحیح سید غلام جیلانی صد المدرین مدرسہ اسلامیہ اندر کوٹ شہر میرٹھ
(۴۱) الجواب صحیح عزیز الحسن شیخ الاساتذہ ادارۃ اہلسنت پھتر پارا، اتروڑہ گونڈہ
(۴۲) الجواب صحیح غلام محمد خاں غفرلہ دارالعلوم امجدیہ گانجہ کھیت ناگ پور
(۴۳) الجواب صحیح محمد شفیع صدر مدرس مدرسہ نور العلوم اینٹلی رامپور، تحصیل ازو گونڈہ
(۴۴) الجواب صحیح ابو النظر محمد یعقوب قادری رضوی دھانے پور، ضلع گونڈہ
(۴۵) الجواب صحیح محمد حسین غفرلہ (سلطان المناظرین) شہر سنبھل ضلع مراد آباد
(۴۶) الجواب صحیح محمد ربیع رضا خاں مہتمم مرکزی دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف
(۴۷) الجواب صحیح و المجیب نجم محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ بریلی شریف
(۴۸) الجواب صحیح سید محمد فارماکن ناپارہ ضلع بہرائچ شریف مدرس دارالعلوم
منظر اسلام شہر بریلی شریف

(۴۹) باسمہ تعالیٰ الجواب هو الجواب و الحمد للہ تعالیٰ اعلم بالصواب محمد احمد جہانگیر

غفرلہ و لو الدیہ ساکن فتح پور تال نرجا ضلع اعظم گڑھ نزیل بریلی شریف :-
(۵۰) الجوا صمیم محمد یونس اشرفی نعیمی صد المدین دارالعلوم فیض الرسول براؤن شریف بستی

(۵۱) الجوا صمیم غلام عبدالقادر علوی (صاحبزادہ سیدی شاہ صاحب رحمۃ الرحمن فی شریف)
استاذ دارالعلوم فیض الرسول براؤن شریف بستی

(۵۲) الجوا صمیم جمال احمد قادری رضوی ساکن ٹانڈہ ضلع فیض آباد۔

(۵۳) الجوا صمیم عبدالرحیم خاں (ساکن موضع ناؤ دیہ بھانجھر گونڈہ) صدر مدرس
دارالعلوم فضل رحمانیہ پچپٹر و بازار ضلع گونڈہ

(۵۴) الجوا صمیم محمد ذکر اللہ (ساکن بمیہاں بھانجھر) مدرس دارالعلوم فضل رحمانیہ
پچپٹر و بازار ضلع گونڈہ

(۵۵) الجوا صمیم محمد یار قادری (ساکن لوکھوتلشی پور) مدرس دارالعلوم فضل رحمانیہ پچپٹر و بازار

(۵۶) الجوا صمیم محمد شفیق خاں نعیمی (ساکن ملدا بھانجھر) مدرس دارالعلوم فضل رحمانیہ پچپٹر و بازار

(۵۷) الجوا حف شمسیر احمد نعیمی ساکن مدنگر بھانجھر مدرس نعیم العلوم موتی پور متصل پچپٹر و بازار

تقریب عرس یار علوی براؤن شریف

منعقدہ ۲۲، ۲۳، ۲۴ محرم ۱۴۲۰ ہجری کے موقع پر حسب ذیل حضرات نے

نورانی فتویٰ کی تصدیق کرتے ہوئے اپنا دستخط ثبت کیا

(۵۸) الجواب صحیح خادم رسول شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ مسعود العلوم چھوٹی ٹیکہ
شہر بہرائچ شریف ساکن مہراج گنج پوسٹ ہری ہر گنج ضلع اورنگ آباد بہار
(۵۹) الجواب صحیح محمد رفیع اعظمی ناظم تعلیمات جامعہ اشرفیہ مبارکپور ضلع اعظم گڑھ
(۶۰) الجواب صحیح عبداللہ خاں عزیز می مدرس جامعہ اشرفیہ مبارکپور ضلع اعظم گڑھ
ساکن موضع ناؤ ڈیہ بھانہر ضلع گونڈہ۔

(۶۱) الجواب صحیح رضوان احمد قادری صدر المدرسین جامعہ فاروقیہ شہر بنارس
ساکن بڑا گاؤں بازار امجد علی روڈ گھوسی اعظم گڑھ
(۶۲) صبح الخیر واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب محمد نظام الدین عفی عنہ صدر المدرسین
دارالعلوم تنویر الاسلام امرڈوبھا بکھر ضلع بستی ساکن اکیا چھاتا۔ پوسٹ
دودھارا ضلع بستی۔

(۶۳) الجواب حق والحق حق بان ینبع بہ نور محمد قادری مدرس دارالعلوم تنویر الاسلام
امرڈوبھا بستی ساکن اوجھا گنج تحصیل ہریا ضلع بستی۔

(۶۴) الجواب صحیح غلام حسین الیابری صلی صدر مدرس دارالعلوم قادریہ، دائرہ شاہ احمد
غازی پور ساکن بیدولی پوسٹ انٹری بازار ضلع بستی۔

(۶۵) الجواب صحیح محمد علی جناح حبیبی مدرس جامعہ حبیبیہ اترسویا شہر الہ آباد۔

(۶۶) ما قال المحبب فهو حق وصواب وخلافه باطل وعقاب فجراہ اللہ تعالیٰ جبر
ثواب والیہ المرجع والمآب فیرحمہ اللہ بلہامپور ضلع گونڈہ۔ باقی ص ۲۳

بفیض بہ شہزادہ اعلیٰ حضرت سرکارِ حضور مفتی اعظم بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان

عظیم الشان

مقالہ نورانی

۱۸

بدرالعلماء مصنف "سوانح اعلیٰ حضرت" علامہ مولانا
مفتی بدرالدین احمد قادری رضوی نوری

خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ

مرتب: مولانا عبد الصمد القادری رضوی قادریہ رضویہ
رضا نگر روڈ، رفیع گنج، ضلع اورنگ آباد، بہار
شائع کردہ

رضا اکیڈمی ۲۶، کامبیکرا سٹریٹ ممبئی ۴۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 اَللّٰهُ رَبُّ مُحَمَّدٍ صَلَّی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : نَحْرُ عِبَادِ مُحَمَّدٍ صَلَّی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
 وَعَلَى ذَوِیْهِ وَصَحْبِهِ اَبَدَ الدُّهُورِ وَكَرَّمَا

کلمات تصغیر کا استعمال

سرکارِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں کیسا ہے؟

اللہ تعالیٰ جلّ مجدہ کی ہر شان بڑی نرالی، اس کی ہر صفت بہت
 انوکھی نہایت عجیب و غریب نادر و بدیع ہے۔ وہ ہر چیز دیکھتا ہے مگر
 آنکھ سے پاک ہے۔ ہم لوگ آواز دہوا نہیں دیکھ سکتے مگر وہ آواز دہوا
 بھی دیکھتا ہے۔ وہ ہر چیز سنتا ہے لیکن کان سے پاک ہے۔ وہ کلام

کرتا ہے مگر زبان سے پاک ہے۔ وہ ہر چیز جانتا ہے مگر ذہن سے پاک ہے۔ وہ ہر چیز پہچانتا ہے لیکن دماغ سے پاک ہے۔ وہ اپنے ہر وصف میں وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ، بے ہمتا و یکتا ہے۔ وہ عالم ہے، قادر ہے، مالک ہے۔ اس طرح کہ عالم ہونے میں اکیلا، قادر ہونے میں تنہا، مالک ہونے میں یکتا ہے۔ وہ خالق ہے۔ اِلٰہ ہے، اس طرح کہ صفتِ خالقیت میں یگانہ اور وصفِ الوہیت میں متوحد و منفرد ہے۔ جَلَّ جَلَالُهُ وَتَعَالٰی شَانُهُ

وہ اس امر کا اختیار رکھتا ہے کہ اپنے بندوں کو اپنی بعض صفات کا عکس و جلوہ عطا فرمائے۔ مثلاً وہ عالم ہے، اپنے بندوں کو عالم بنا سکتا ہے۔ وہ قادر ہے اپنے بندوں کو قادر بنا سکتا ہے۔ وہ مالک ہے اپنے بندوں کو مالک بنا سکتا ہے۔ وہ عجز و بے بسی سے پاک ہے۔ اور ہاں اس کی بعض صفتیں ایسی بھی ہیں جن کا عکس و جلوہ بندوں پر واقع ہونا محال ہے۔ مثلاً وہ خالق ہے۔ معدوم و نیست اشیا کو وجود و ہستی بخشنا اسی کا کام ہے۔ اور وہ اِلٰہ ہے۔ ساری کائناتِ عالم پر خدائی کرنا اُسی کی شان ہے۔ تو چوں کہ بندہ حادث و مخلوق ہے اور کوئی مخلوق شئی، خالق اور خدا نہیں بن سکتی اس لئے ان دونوں صفتوں کا عکس بندہ کو حاصل ہونا محال ہے۔

پھر جہاں اس قادر و مختار رَبِّ الْعِزَّةُ تَعَالٰی شَانُهُ نے اپنے بہترے بندوں کو اپنی بہت سی صفتوں کا عکس بخشا ہے، وہاں

اس نے اپنی صفت اَحَدِ یَّت (یکتائی) کا عکس اپنے محبوب سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمایا۔ چنانچہ اس نے ساری کائنات کے وجود سے پہلے اپنے محبوب کا نور پیدا کیا پھر سرکار ہی کے نور سے عالم کی یکے بعد دیگرے ہر چیز پیدا فرمائی تو سرکار، اول مخلوق ہونے میں یکتا و بے ہمتا ہیں۔ اس نے اپنے حبیب سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بنایا تو سرکار آخر الانبیاء ہونے میں تنہا اور بے ہمتا ہیں۔ اس نے سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رَحْمۃٌ لِلْعٰلَمِیْنَ قرار دیا تو سرکار رَحْمۃٌ لِلْعٰلَمِیْنَ ہونے میں یگانہ و منفرد ہیں۔ اُس نے سرکار کو سَیِّدُ الْمُؤَسِّلِیْنَ بنایا تو سرکار سَیِّدُ الْمُؤَسِّلِیْنَ ہونے میں یکتا و بے ہمتا ہیں۔ اس نے سرکار کو اَفْضَلُ الْعٰلَمِیْنَ بنایا تو سرکار اَفْضَلُ الْعٰلَمِیْنَ ہونے میں تنہا و بے ہمتا ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دیوانِ حقائق بخشش میں حضرت جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ قول جسے انھوں نے بارگاہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کیا تھا، نقل کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :-

یہی بولے بدرہ والے چمن جہاں کے تھالے
 سبھی میں نے سچاں ڈالے ترے پائے کا نہ پایا
 تجھے اک نے اک بنایا

یعنی سدرۃ المنتہی کے باشندہ حضرت جبریل علیہ السلام نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا جس کا حاصل یہ ہے کہ یا رسول اللہ میں نے کتنا کیا گمان میں کسی کو بھی آپ کے مرتبہ کا نہ پایا۔ تو اس چھان بین کے بعد حرفِ اتر یہ ہے کہ آپ کو کیا خدائے تعالیٰ نے یکتا پیدا کیا ہے تو آپ کی برابری کا کوئی دوسرا کیوں کر ہو سکتا ہے۔ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَعَلَى رَسُوْلِنَا الصَّلٰوَةُ وَالتَّحِيَّةُ۔

جہاں اس مالک الملک رب العزت نے اپنے یگانہ و بے ہمتا جیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو زمین و آسمان کی بادشاہت عطا فرما کر حضرت سیدنا جبریل امین و حضرت سیدنا میکائیل کو سرکارِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آسمانی وزیر و حضرت سیدنا صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو سرکارِ زمینی وزیر مقرر کیا وہیں اس نے سرکارِ اقدس کی بارگاہِ قدس کے آداب شاہی بجالانے کا قانون و ضابطہ، دستور و قاعدہ خود ہی بنا کر نافذ فرمایا۔ چنانچہ بارگاہ رسالت میں حاضری دینے والوں کو حکم دیا، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ تم میرے نبی کی بارگاہِ عظمت میں پست آواز سے بات کرو، زور سے نہ بولو اور گفتگو میں جو کلمہ و لفظ استعمال کرو وہ ادب و تعظیم میں ڈوبے ہوئے ہوں یہاں تک کہ میرے نبی کی شان رفیع میں اس لفظ کے بولنے سے بھی قطعی پرہیز کرو جس کا ایک معنی ادب و عظمت والا ہو لیکن اس کا دوسرا معنی بے ادبی کا پہلو رکھتا ہو۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے :-
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ
صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ
بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ
لَا تَشْعُرُونَ

یعنی اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے
والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس
میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال اکارت
نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔ (ترجمہ رضویہ پارہ ۲۶)

اور دوسری جگہ ارشاد الہی ہے :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَ
قُولُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوا وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ
یعنی اے ایمان والو! راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر
رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔
(ترجمہ رضویہ پارہ اول)

ترمذی شریف، باب المناقب، جلد ثانی، ص ۲۱۱ میں ہے :-

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى
عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَلَهُ وَزِيرَانِ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ

وَوَزِيرَانِ مِنَ أَهْلِ الْأَرْضِ فَأَمَّا وَزِيرَايَ مِنَ أَهْلِ
الْسَّمَاءِ فَجِبْرِئِيلُ وَمِيكَائِيلُ وَأَمَّا وَزِيرَايَ مِنَ
أَهْلِ الْأَرْضِ فَأَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ -

یعنی حضرت ابوسعید خدری صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نہیں ہے کوئی
نبی مگر اس شان کا کہ اس کے دو وزیر باشندگانِ آسمان میں سے اور دو
وزیر باشندگانِ زمین میں سے ہیں۔ اب رہے باشندگانِ آسمان میں سے
میرے دو وزیر، تو وہ جبرئیل و میکائیل ہیں اور رہے باشندگانِ زمین میں
سے میرے دو وزیر تو وہ ابوبکر و عمر ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

از ابتدائے آفرینش عالم تا اس دم پوری کائنات میں کیا کوئی
ایسا شہنشاہ ہوا ہے جس کے دربار کے آداب شاہی کے قانون و ضابطہ کو
خود اللہ رب العزۃ جل مجدہ نے مقرر کیا ہو اور اس کا تذکرہ قرآن پاک میں آیا
ہو، نہیں نہیں ہزار بار نہیں۔ تو معلوم ہوا کہ سرکارِ اعظم پیارے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم اپنی خدا داد شہنشاہیت میں بھی یگانہ، منفرد، ممتاز، بے ہمتا و یکتا ہیں
وَلِلَّهِ الْحَمْدُ جَلَّ شَانُهُ۔

رَاعِنَا اور أَنْظِرْنَا والی آیتِ کریمہ نے ڈنکے کی چوٹ اعلان
کر دیا اور صاف صاف بتا دیا کہ سرکارِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں
ادب سے گمے ہوئے الفاظ یا قبیح معنی والے کلمات بولنے کی ہرگز ہرگز گنجائش
نہیں۔ اور جو نہ مانے وہ لِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ کے مصداق ہیں

عالم کی تصغیر غلطی۔ حافظ کی تصغیر حفظی۔
 لیکن یہ امر بھی قابلِ تسلیم اور واقع کے مطابق ہے کہ تصغیر کا لفظ
 ہمیشہ تحقیر ہی کے لیے نہیں بولا جاتا، بلکہ کبھی محبت، پیار اور دُلا رکے اظہار
 کے لیے بھی آتا ہے۔ جیسے بچہ کی تصغیر بچوآ۔ بہن کی تصغیر بہنی۔ بھائی کی
 تصغیر بھیا۔ بلکہ کسی شے کو جسامت والا یعنی بڑا بنانے کے لیے بھی کلمہ تصغیر
 آتا ہے۔ مثلاً، ناک کی تصغیر ناکڑا۔ جو بھاری بھر کم ناک کے حق میں بولا
 جاتا ہے۔ اور چادر کی تصغیر چدرا۔ جو بڑی چادر کے لیے استعمال ہوتا
 ہے۔

اور جب یہ امر واضح اور بے پردہ ہو گیا کہ کلمہ تصغیر اصل میں تحقیر اور
 استخفاف کے لئے وضع ہوا ہے تو بارگاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق
 میں براہِ راست یا بالواسطہ اس کا استعمال کرنا راعنا سے کہیں زیادہ شرعاً ممنوع
 رہے گا۔ کیوں کہ راعنا کی اصل وضع تحقیر کے لئے نہیں، اس کی مانعت کا
 سبب ایک بالائی عارضی امر ہے۔ اور رہی کلمہ تصغیر کی اصل ساخت اور بناؤ
 تو وہ معنی تحقیر ہی کے لئے ہے۔ پھر یہی وجہ ہے کہ پیشوایانِ دین فقہائے شریعت
 نے کلمہ تصغیر کی اصل وضع پر نگاہ رکھ کر سرکارِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق
 میں اس کا بولنا اگر بطور تحقیر ہو تو صریح کفر قرار دیا ہے اور اگر بطور محبت ہو تو
 سخت ممنوع و حرام ٹھہرایا ہے۔ مثلاً، سرکارِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
 مقدس چادر کو چدیا۔ سرکار کے مقدس راستہ کو ڈگریا۔ سرکار کے بابرکت
 نگر کو نگری یا نگریا۔ سرکار کے چہرہ انور کو مکھڑا۔ سرکار کی مقدس آنکھ کو انکھڑیا

سرکار کے مقدس آنگن کو اگنوا۔ سرکار کے مبارک دروازہ کو دُوریا۔ سرکار کی قدسی نظر کو نظریا اور نجریا۔ سرکار کے مقدس کاشانہ کو بکھریا۔ سرکار کے مقدس کعبل کو کملی یا کملیا۔ سرکار کے مقدس بال کو بِلوا۔ سرکار کی ذاتِ قدسی کو عربی سنوریا یا عربی سجنوا۔ بولنا، پڑھنا اور لکھنا تحقیر کی صورت میں کفر اور محبت کی صورت میں کفر نہیں مگر حرام ضرور ہے۔

سرکارِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو رسولِ اعظم ہیں۔ فقہائے اسلام نے تو سرکار سے نسبِی تعلق رکھنے والے ساداتِ کرام اور سرکار کی نیابت والے علمائے دین کے حق میں بطور تحقیر کلمہ تصغیر بولنے والے کو کافر ٹھہرایا ہے فقہ کی جلیل القدر کتاب مَجْمَعُ الْأَنْهَارِ شرح مُلْتَقَى الْأَبْحَارِ میں ہے:-

الاستخفاف بالاشراف والعلماء کفر ومن قال لعالم عوئل او لعول علیوی قاصدا به الاستخفاف کفر ۛ (منقول از فتاویٰ رضویہ، جلد ششم، ص ۲۶) یعنی آلِ رسول ساداتِ کرام و علمائے دین کی تحقیر و بے قدری کرنا کفر ہے۔ اور جو شخص تحقیر کا قصد کرتے ہوئے کسی عالمِ دین کے حق میں علمکی یا مولویا کہے یا کسی علوی کے حق میں (کلمہ تصغیر) علویا بولے تو وہ کافر ہو جائے گا۔ حضرت علامہ فضل رسول عثمانی بدایونی علیہ الرحمۃ والرضوان عفا اللہ اہل سنت کی کتاب "المعتقد المنتقد" مطبوعہ استنبول ترکی ص ۱۱۵ میں تحریر فرماتے ہیں:-

قَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ لَوْ قَالَ لِشَعْرِ النَّبِيِّ صَلَّى
 اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَعِيرٌ فَقَدْ كَفَرَ -
 یعنی علماءِ دین نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص نبی صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم کے مبارک بال کو بلوا کہے تو بے شک وہ کافر ہو گیا۔
 پھر مذکورہ بالا متن کی شرح کرتے ہوئے سرکارِ اعلیٰ حضرت امام
 بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی کتاب ”المعتمد المستند“
 ص ۱۵۱ میں تحریر کرتے ہیں :-

”ای بالتصغیر علی وجه التحقیر وقد منا
 ان التصغیر فیما یتعلق بہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم ممنوع مطلقاً، وان کان علی جهة المحبة
 بل قد یجئ للتعظیم ومثاله فی لساننا ”ناکڑا“
 فی تصغیر ”ناک“ ای الانف لایقال الا فی الانف
 الجسیم ومع ذلك فالایهام کاف فی المنع
 والتحریم وقد نهی العلماء ان یقولوا
 مُصْیِحْفٌ أَوْ مُسْیِحْدٌ فلیجتنب ما اقتحمه
 بعض الشعراء الذین هم فی کل وادیهمون
 من قولهم فی النعت الکَرِیم مکھڑا۔ او
 انکھڑیاں۔ وامثال ذلك۔“

یعنی حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقدس بال کو

اس کی تصغیر کرتے ہوئے حقارت کے طور پر بولوا، کہنے والا ضرور کافر ہو گیا اور ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نسبت رکھنے والی چیزوں کے حق میں تصغیر کا لفظ بولنا ہر طرح ناجائز ہے اگرچہ پیار، محبت کے طور پر ہو بلکہ تصغیر کا لفظ بمعنی تعظیم کے لئے بھی آتا ہے اور اس کی مثال ہماری ”اردو“ زبان میں ناکڑا ہے جو ناک کی تصغیر ہے۔ ناکڑا کا لفظ صرف بھاری بھر کم بڑی ناک کے بارے میں بولا جاتا ہے۔ اور باوجود اس کے (کہ تصغیر کا لفظ بطور محبت بھی بولا جاتا ہے) لیکن پھر بھی معنی وضعی اصلی کا دھیان اس کو ممنوع و حرام قرار دینے کے لئے کافی ہے اور بے شک (مصحف کو) مصحفوا کہنے یا (مسجد کو) مسجد یا بولنے سے علماء دین نے منع فرمایا ہے۔ لہذا مکھڑا یا انکھڑیاں اور اس جیسے دوسرے کلمات تصغیر جنہیں ہر وادی ہر نالہ میں بھٹکنے والے بعض شعرا نے نعت شریف میں گھسیڑ رکھا ہے ان سے بچنا، پرہیز کرنا لازم ہے۔

اب ہم عظمت سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حقوق کے تحفظ کی خاطر ہندوستان کے نعت گو شعراء جناب سیکل صاحب بلرام پوری قادری رضوی عزیزی، جناب اجمل صاحب سلطان پوری، جناب شمس الہ آبادی، اور جناب مولانا عبد الوحید صاحب قادری رضوی حشمتی ساکن پیر اشرف ضلع گونڈہ، کو اس امر کی یاد دہانی کرانا چاہتے ہیں کہ آپ حضرات کے نعتیہ کلام میں شہنشاہ عرش و دنا سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے متعلق اور سرکار سے نسبت رکھنے والی اشیاء کے حق میں تصغیر کے الفاظ

جگہ استعمال ہوئے ہیں۔ آپ حضرات کی سُنیت کے پیشِ نظر حسینِ ظنِ صحیح ہے کہ آپ حضرات اپنے نعتیہ کلام میں زیرِ بحث کلماتِ تصغیر صرف بطور محبت ہی استعمال کئے ہیں۔ لیکن چوں کہ سرکارِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بے بندوبالا برزِ داغی بارگاہ میں بطور محبت بھی زیرِ بحث تصغیر کا استعمال حرام ہے شرعاً ہرگز جائز نہیں۔ اس لئے آپ حضرات اپنا دین سدھارنے اپنی عاقبت سنوارنے اور عظمتِ مصطفیٰ علیہ التَّحیۃ والتَّسَنُّا سے سچی وفاداری نکھارنے کے لئے اس بدعتِ سَیِّئۃٌ مُنَافِیۃٌ عِظَمِ نَبَوِیَّۃ کے ازالہ کی فکر شدید کریں۔

جب تک سرکارِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس اہم شان کی پہچان نہ کرادی گئی تھی اس وقت تک نادانِ قفیت کا سہارا لیا جاسکتا تھا مگر اب جب کہ زیرِ بحث تصغیر کی ممانعت کے سلسلے میں عقائدِ دفعہ کی کتابوں سے علمائے دین اور اعلیٰ حضرت کے ارشاداتِ پیش کردیئے گئے تو بارگاہِ سرکارِ مصطفیٰ علیہ التَّحیۃ والتَّسَنُّا کی عظمت و رفعت کے سامنے سرکار کے ہر وفادار غلام کو یہ چون چرا سربلیم خم کر دینا ضروری ہے۔

اور ہاں ہوشیار! خبردار! کہیں ایسا نہ ہو کہ عظمتِ نبوت کا سب سے پہلا اور پرانا دشمن 'ابلیس' دل میں یہ دوسوہ ڈالے کہ جس طرح ایک صاحبِ علم اپنی مشستہ شگفتہ ادبی زبان میں سرکارِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدحت و تعریف کرنے کا حق رکھتا ہے یوں ہی کم علم والا گنوار بھی جذبِ محبتِ رسول سے متاثر ہو کر اپنی زولیدہ زبان اور کچڑی دیہاتی بولی میں سرکار کی محبت و عظمت کا گیت گاسکتا ہے۔ لہذا سرکار کے حق میں زیرِ بحث کلماتِ تصغیر کا استعمال پیار

اور محبت کے لئے جائز ہے۔ مَعَاذَ اللّٰهِ تَعَالٰی
 اس وسوسہ شیطانی کا جواب یہ ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ جل شانہ نے
 سرکارِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت مسلمانوں پر فرض عین قرار دی ہے
 وہیں اس نے سرکار کی تعظیم کو اہم الفرض یعنی ٹھہرایا ہے۔ ایمان و
 اسلام قبول کرتے ہی پہلا فرض تعظیم رسول ہی ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم۔

خود اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :-

اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ شَٰهِدًا وَّ مَّبَشِّرًا وَّ نَذِيرًا
 لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَتَعَزَّزُوْهُ وَتُقِرُّوْهُ
 وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا۔ (قرآن مجید، سورۃ الفتح، پارہ ۲۶)

یعنی (اے پیارے مصطفیٰ) بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر
 اور خوشی اور ڈر سناتا تاکہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ
 اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو۔

(ترجمہ رضویہ کنز الایمان، ص ۱۱۴)

پھر دوسری جگہ رب العزّة جل مجدہ محبت رسول میں سرشار
 صحابیوں سے ارشاد فرماتا ہے :-

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاٰعِنَا۔

یعنی اے ایمان والو! (میرے عظمت والے رسول کے حق میں) راعنا

بولو۔ پھر خود ہی صحابہ کرام کو سکھاتا ہے :-

وَقُولُوا انْظُرْنَا

اور (میرے رسول سے رَاحِیٰہ کی جگہ) اَنْظُرْنَا بولو۔
اللہ اللہ کتنی اونچی شان ہے عظمتِ رسولِ پاک کی بارگاہِ احدیت
جلّ شانہ میں۔ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَعَلٰی رَسُوْلِہِ الصَّلٰوۃُ
وَالسَّلَامُ ط

قابلِ غور امر یہ ہے کہ رَاحِیٰہ کا بولنے سے صرف ممانعتِ ربّانی
ہی کافی تھی پھر حضراتِ صحابہ خود ہی رَاحِیٰہ کی جگہ کوئی دوسرا لفظ
منتخب کر لیتے یا صحابہ کرام سرکارِ مصطفیٰ علیہ التّحیۃ والتّنا سے دریافت کر لیتے
کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم ہم لوگ رَاحِیٰہ کی جگہ کون سا
لفظ بولیں؟ مگر ربّ العزّة عَزَّیَّوَجَلَّ عَلَیْمِیْنَ جلّ شانہ
کی عنایت بے پایاں تعظیمِ رسول کی طرف کتنی زیادہ اور شدید ہے کہ اس
نے کھرے ایمان والے، بے لوث محبت والے صحابہ کو انتخابِ لفظ کا موقع
نہ دیا اور خود ہی رَاحِیٰہ کی جگہ اَنْظُرْنَا بولنے کی تعلیم دی تو
جہاں جذبہٴ محبتِ رسول، تعظیمِ رسول سے ٹکرائے گا وہ جذبہٴ محبت نہیں
پوشیدہ عداوتِ رسول کا اُبال ہے۔ خوب یاد رکھو کہ محبتِ رسول اور تعظیمِ
رسول یہ دونوں اوصاف آپس میں لازم و ملزوم ہیں، ایک دوسرے سے
کبھی جدا نہیں ہو سکتے جس دل میں کھری، بے لوث محبتِ رسول ہے اسی
دل میں سچی تعظیمِ رسول ہے۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ سیاسی، بنیانی اور مصنوعی
حبِ رسول، سچی تعظیمِ رسول کے بغیر پائی جائے اور یوں ہی سیاسی، مصنوعی

تعظیم رسول، حب رسول کے بغیر پائی جاسکتی ہے۔ لہذا مصنوعی محبت کی آڑ لے کر تعظیم رسول سے متعلق قانون ربانی توڑا نہیں جاسکتا۔ اور اگر شیطانی خیال سے متاثر ہو کر تعظیم رسول سے متعلق قانون الہی توڑنے کی جسارت کی گئی تو توڑنے والے کو وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ کے آسمانی تازیانہ کے لئے تیار رہنا چاہیے۔ وَالْعِبَادُ لِلَّهِ تَعَالٰی۔ بے شک ہر وفادار غلام کو اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت و محبت کا گیت اپنی ٹھیٹھ مادی بولی، ہندی بھاشا میں پڑھنے اور سننے کا حق ضرور حاصل ہے اور اس میں تصغیر کے کلمات بھی وہ بے روک ٹوک استعمال کر سکتا ہے مگر سرکارِ اعظم شہنشاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقدس ذات کے متعلق یا سرکار سے نسبت رکھنے والی اشیاء کے حق میں اسے کلماتِ تصغیر استعمال کرنے کی ہرگز اجازت نہیں لِقَوْلِهِ تَعَالٰی لَا تَقُولُوا رَاعِنَا۔

خود سرکارِ اعلیٰ حضرت امام بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے نعتیہ کلام میں کلماتِ تصغیر کا استعمال فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہو:-

الْبَحْرُ مَعْلَاً وَالْمَوْجُ طَغَىٰ	من بے کس و طوفاں ہوش رُبا
مَنْجُ دھار میں ہوں بگڑی ہے ہوا	موری نیسا پار لگا جانا
يَا قَا فِدَتِي زَبْدِيْ اَجْلَاكَ	رحمے برحسرت تشنہ لبکت
مورا جیسرا لرجے درک درک	طیبہ سے ابھی نہ سنا جانا
وَاهَا لِسَوِيْعَاتٍ ذَهَبَتْ	اں عہدِ حضور بار گہت

جب یاد آوت موہے کر نہ پرت دردا وہ مدینہ کا جانا

توضیح :- ناؤ کی تصغیر نیا۔ لب (فارسی) کی تصغیر لبک۔
 جی (ہندی بمعنی دل) کی تصغیر جیرا۔ مساعات (عربی) کی
 تصغیر سوئیغات۔ دیکھئے اردو، ہندی، فارسی اور عربی
 چاروں زبان کے کلمات تصغیر اس نعتیہ کلام میں آئے ہیں مگر سرکار مصطفیٰ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس سے ان کا کچھ بھی تعلق نہیں ایسی
 صورت میں ان کا استعمال بے کھٹک جائز ہے۔

جن نعت گو شعراء کا تذکرہ سابق میں ہوا یہاں ہم نشاندہی کے
 لئے ان کے اور بعض دوسرے اہل سخن کے مطبوعہ نعتیہ کلام سے بطور نمونہ
 کچھ اشعار ذیل میں نقل کرتے ہیں جن میں سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم کی عظمت کے خلاف، کلمات تصغیر استعمال ہوئے ہیں۔ ملاحظہ ہو

عرش کا جلوہ

تصنیف بیکل برام پورہ

نور ہی نور ہے چاروں اوریا
 پڑ گئی جس پہ اُن کی نجریا
 چاند ڈو کر دے ان کی انگریزا
 نوح کی جس نے کھے دی نوریا
 جب سلامت ہے ان کی دوریا

کتنی دلکش ہے طیسہ نگریا
 ہو گیا کوئی صدیق اکبر
 وہ جو چاہیں تو دنیا بدل دیں
 کیسے کہہ دیں کہ ہم سے بشر ہیں
 حشر تک بھیک بٹتی رہے گی

لے لئے گود میں ابرِ رحمت یاد آئی جو کاری کمریا
میرے آفتاب مجھے بھی بلا لو میں نے اب تک نہ دیکھی بکھریا

نغمہ سبک تصنیف سبک بلرام پوری

زمانہ کے داتا مدینہ کے باسی، بلا لیتے مجھ کو بھی اپنی نگریا ص ۱۳
تو کچھ نہ بگڑتا دو عالم کے رہبر ہو جاتی دکھی پر کرم کی بکھریا ص ۱۴

تمہاری بکھریا، عرب کی ڈگریا، حبیبِ خدا کی اٹھی جو انگریا ص ۱۴

کون جیسے سے کو دیکھانے کھڑا عربی سا جن کا ص ۱۵

آکاش جو گیا - عرب کے بسیا - سورج کے پٹویا ص ۱۶
بکری کے چر گیا - ناؤ کے کھویا - پاپ کے بخشویا ص ۱۶

لو بکریاں چرانے آئے عربی رسیا ص ۱۷
چلے زندگی بنانے نبی کی دُوریا ص ۱۷

بن دیکھے جی نہ مانے نبی کی نگریا ص ۲۱
کوئی آجائے بتانے طیسہ نگریا ص ۲۱

۲۸

نبی حجتی گھات میں ہیں ٹھکھارے

۳

مدنی گوسٹیاں پڑوں تورے پیشیاں

۳

عربی سنواریالی ہو نہ خبریا

پیام مسرت - نور کی برکھا
تصنیف
بیکل بلرام پوری

۱۶

بطمانگری کے رسیا عرش پر چھن ماں جو یا

۱۶

نوح کی نسیا کھو یا

مہمان عرش تصنیف اجمل سلطان پوری

ہے لے پون کہیو عربا سخن سے جیہو جو طیکہ نگریا

۹

یہاں جی کا لفظ، کلمہ تصغیر نہیں۔ مشرکین ہند کے محاورے میں کلمہ تعظیم ہے جیسا کہ وہ بولتے ہیں گنگا جی، اجدھیا جی، گاندھی جی۔ کلمہ تعظیم ہی کا اعتبار کر کے مسلمانوں میں بھی اس لفظ کا استعمال محدود چند افراد کے حق میں رائج ہے۔ جیسے حافظ جی، سیٹھ جی، میاں جی شاہ جی، پیر جی۔ لیکن ایسے ہر سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام اقدس کے ساتھ اس کی ترکیب گوشت خراش ہوتے ہوئے اسلامی محاورہ نہیں۔ لہذا سرکار اقدس کو نبی جی کہنے سے پرہیز کرنا ہے۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

کہو کہ اجل نہیں پاوت تم بن مدنی سنو یا ص ۹

نور مجسم شعل برکلام اجل و شمس

اپنے اجل کو بکوتیو اپنی اوریا

بھولی امت پر ہو دیا کی نظریا ص ۳۸

آفتاب رس دے تیو نور کی اجریا

دیکھے کاشش یہو خمد کی بھریا ص ۳۹

چاند سے پیارا مکھڑا، اجل چاندنی جیسا پیار ص ۴۰

بہار طیبہ و صہبائے نور کلام شمس الہ آبادی

کالی کملیا دوش پر ڈالے نور مجسم آئے۔ بہار طیبہ ص ۲۳

اب دکھا دو مدینہ نگر یا موہے۔ تم سے بستی کروں۔ صہبائے نور ص ۶

جذبہ سلمان فہرست مولانا عبد الوحید حشمتی گوندوی

غریبوں کے ماویٰ یتیموں کے ملجا دکھا دیجئے ہم کو اپنی نگریا ص ۱۲

سنور بہائے تقدیر ہم عاصیوں کی اگر آپ کر دیں کرم کی نظریا ص ۱۲

ابھی جب ہمارے نبی کی انگریا ص ۱۲

نارِ دوزخ سے بچنا ہو جس کو
تھام لے کسلی والے کا دامن

حَضَرَاتِ قَارِئِیْنَ !

ہماری اس نشاندہی کے ڈومقصد ہیں۔ اول یہ کہ حضرات نعت گو شعرا صرف سامنے ہی نہ دیکھیں کہ ان کی مانگ زیادہ ہے۔ عوام میں ان کی بے حد مقبولیت ہے۔ ان کے رسیدے نعموں سے حاضرینِ محفل مست اور بے خود ہو جاتے ہیں اور لمبے لمبے نذرانے ملتے ہیں بلکہ پیچھے مڑ کر بھی دیکھیں کہ ان کی اس طرح کی نعت گوئی سے عظمتِ سرکارِ مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی کتنی زیادہ حق تلفی ہو چکی اور ہو رہی ہے۔ نعت گوئی کا بنیادی نصب العین تو سرکار کی عظمت کا پرچم لہرانا اور قلوبِ مسلمین میں سرکار کے وقار و دبدبہ کا سکہ جمانا ہے۔ حضرات شعرا اپنے نعتیہ کلام میں استعمال کردہ کلماتِ تصغیر خود اپنی آنکھوں سے دیکھیں پھر فیصد کریں کہ ان کلماتِ تصغیر سے سرکار کی عظمت و توقیر کا جھنڈا ہرا رہا ہے یا سرکار کا حق تعظیم ضائع و تلف ہو رہا ہے؟

اور دوسرا مقصد یہ ہے کہ نعت شریف پڑھنے والے طلبہ و عوام اور سننے والے حاضرینِ محفل خوب جان اور پہچان لیں کہ عظمتِ رسالت کے خلاف کلماتِ تصغیر پر مشتمل فلاں فلاں نعت شریف کا پڑھنا، سننا ممنوع ہے۔ شرعاً ہرگز جائز نہیں۔ اور اسٹیج کے علماء، خطباء، ان قابلِ اعتراض نعتیہ کلام سے واقف ہو کر طلبہ و عوام کو ان کے پڑھنے سے روک دیں۔

زیر بحث کلمہ تصغیر

کے بول جانے پر شہزادہ سرکار شیربیشہ سنت کی توبہ کا ایمان افروز واقعہ

اس سال حضرت سرکار خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سالانہ عرس پاک کے موقع پر میں اجمیر مقدس حاضر ہوا۔ چھوٹیں رجب ۱۴۰۹ھ ہجری بروز دوشنبہ مبارکہ مطابق ۱۳ فروری ۱۹۸۹ء کو حضرت سید احمد علی صاحب قبلہ خادم درگاہ سرکار خواجہ کے کاشانہ پر تشریف کی محفل منعقد ہوئی۔ محفل میں حضرت علامہ مولانا اختر رضا ازہری قبلہ مدظلہ العالی اور حضرت مولانا مفتی رجب علی صاحب قبلہ ساکن نانپارہ ہیرانچ شریف نیز دیگر علماء کرام موجود تھے۔ وصال شریف کے اسی مجمع میں سرکار شیربیشہ سنت امام المناظرین حضرت مولانا علامہ محمد حشمت علی خاں علیہ الرحمۃ دارالرضوان کے شاہزادہ حضرت مولانا ادریس رضا خان صاحب تقریر کر رہے تھے۔ اثنائے تقریر میں مولانا موصوف کی زبان سے یہ جملہ نکلا کہ ہمارے سرکار پیارے مصطفیٰ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے غلاموں کو اپنی کالی کھلی میں چھپائیں گے۔

فوراً حضرت علامہ ازہری صاحب قبلہ نے مولانا موصوف کو ٹوکتے ہوئے

فرمایا کہ (کالی کھلی کے بجائے) نوری چادر کہو۔

یہ شرعی تنبیہ سنتے ہی مولانا موصوف نے اپنی تقریر روک کر پہلے حضرت علامہ ازہری قبلہ کی تنبیہ کو سراہا، بعدہ پھرے مجمع میں یہ واضح کیا کہ

کھلی، تصغیر کا کلمہ ہے جس کو سرکارِ دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نسبت کر کے بولنا ہرگز جائز نہیں۔ اور چوں کہ میری زبان سے یہ خلافِ شریعت کلمہ نکلا اس لئے میں بارگاہِ الہی جلّ جلالہ میں اس کلمہ کے بولنے سے توبہ کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائے۔ (ہذا اَوْکَمَا قَالَ) پھر توبہ کے بعد موصوف نے اپنی بقیہ تقریر پوری کی۔

خود میں بھی اس مجمع میں موجود تھا۔ توبہ کا واقعہ میرے سامنے گزرا میں نے محسوس کیا حضرت علامہ ازہری قبضہ کے ٹوکنے پر مولانا موصوف نہ تو اپنی پیشانی پر بل لائے نہ سبب تاویل کا سہارا لیا بلکہ عظمتِ سرکارِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے بے چون و چرا سر تسلیم جھکا کر حق پذیری کی سند حاصل کی۔

فَبَكَرَكَ اللَّهُ تَعَالَى فِي دِينِهِ وَإِيمَانِهِ
وَعَلِمُهُ بِجَاهِ نَبِيِّهِ عَلَيْهِ وَعَلَى إِلِهِ
الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ



بارگاہِ اجدیتِ جلّ مجدّہ میت تعلیمِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شدید ترین اہمیت

اگر کوئی مسلمان اپنی شامتِ نفس سے مغلوب ہو کر چوری یا زنا یا کوئی دوسرا فعلِ حرام کر بیٹھے تو بیشک وہ فاسق، سخت گنہگار اور مستحقِ عذابِ ناریہ ہے لیکن بایں ہمہ اللہ تعالیٰ ان گناہوں کے سبب اس کی نماز و زکوٰۃ، روزہ و حج وغیرہ اعمالِ حسنہ برباد نہیں فرمائے گا۔ مگر جب کوئی مسلمان، معاذ اللہ تعالیٰ مرتد ہو جائے تو ارتداد کی سزا میں اس کے سارے اعمالِ صالحہ، نماز، زکوٰۃ، حج و روزہ وغیرہ جو اس نے حالتِ اسلام میں ادا کئے ہیں وہ سب کے سب برباد کر دیئے جائیں گے۔ ضبطِ اعمال والایہ قانونِ شرعی ہر مرتد سے متعلق ہے۔ کوئی بھی مرتد اس قانون سے مستثنیٰ نہیں لیکن یہ خوب واضح رہے کہ سارے مرتدین ایک درجہ کے نہیں اس لئے ان کی سزا بھی یکساں نہیں چنانچہ جو شخص سرکارِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت و عزت کا درخشاں آفتاب دیکھ بھال کر جان پہچان کر تعظیمِ سرکارِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ٹکرائے اور شانِ رسالت میں گستاخی کے سبب مرتد ہو جائے تو ایسے گستاخِ رسول مرتد کی سزا دوہری ہے۔ ایک تو اس کے اعمالِ صالحہ کی بربادی اور دوسری

اس کے دل کو ایسا اندھا اور اوندھا کر دے گا جس کے نتیجے میں اس کو ہرگز پتہ نہ چلے گا کہ زمانہ اسلام کے میرے سارے اعمال صالحہ لیا میٹ ہو گئے اور نہ اسے یہ شعور ہو گا کہ میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک بے دین، کافر و مرتد قرار پا چکا ہوں۔ گستاخِ رسول، مرتد پر غضبِ خداوندی کی یہ بڑی سخت مار ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے نحوستِ گستاخی کا احساس اور جبطِ اعمالِ صالحہ کا شعور چھین لے کیوں کہ شعور و احساس برقرار رہنے کی صورت میں یہ گنجائش ہے کہ کسی کے سمجھانے، نصیحت کرنے سے گستاخِ رسول اپنی گستاخی پر نادم ہو کر اپنے کفر و ارتداد سے توبہ کرے اور دوبارہ مسلمان ہو جائے لیکن شعور و احساس کی قوت سلب ہو جانے پر گستاخِ رسول کے لئے راہِ خدا کی طرف پلٹ آنے کی کوئی گنجائش نہیں۔

مَعَاذَ اللّٰهِ تَعَالٰی مِنْ غَضَبِهِ وَقَهْرِهِ
 پِجَاهِ جَبِیْبِهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔
 آیت کریمہ مذکور بالا کا آخری مختصر ٹکڑا:

وَاَنْ تَعْرِفُوْنَ

ان لوگوں کے سروں پر غضبِ الہی کا سخت ترین تازیانہ اور قہرِ ربانی کا سنگین کوڑا برس رہا ہے جو ایک طرف سرکارِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں توہین و گستاخی کو اپنا دین و مذہب قرار دیتے ہیں اور دوسری طرف اپنے کو موٹا و فربہ مسلمان سمجھتے ہوئے اپنے ظاہری نمائشی اعمالِ مناز، روزہ، حج، زکوٰۃ، یر بھولے ہوئے ہیں۔

بارگاہ رسالت عَلَیْہِ السَّلَامُ وَالْآلِہٖ وَسَلَّمَ کے جس گستاخ کا
 دل ٹیڑھا، اندھا، اوندھا کر دیا جاتا ہے وہ رسول پاک کی توہین کو اپنا دین
 و ایمان قرار دیتا اور توہین سرکار اقدس کو حق مان کر اسی پر اڑا رہتا ہے۔ اس
 کا اندھا دل تعظیم رسول کے دلائل قاہرہ کی روشنی کسی طرح قبول نہیں کرتا
 وہابی دیوبندیوں کے مرشد، پیر، محدث، فقیہ، مفتی اور مترجم
 قرآن کریم، جناب ملا مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے ۱۳۱۹ھ ہجری میں
 اپنی تصنیف حِفْظُ الْاِیْمَانِ میں سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم کے علم غیب کو سچوں، پاکلوں، جانوروں، چوپایوں کے علم سے تشبیہ دیکر
 سرکار کو کھلی گالی دی اور صاف صریح توہین کی۔ جب تھانوی صاحب کو سمجھایا
 گیا کہ آپ کا حفظ الایمان والا قول بارگاہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 کی شان اقدس کے خلاف کھلی توہین اور صریح گالی ہے۔ آپ اس صریح گستاخی
 سے توبہ کر کے عظمت مصطفیٰ پر ایمان لائیں۔ تو جناب والا بجائے اس کے کہ
 عظمت سرکار اقدس کے سامنے سرخم کر کے توبہ کرتے، اگلے مخلص سمجھانے
 والوں پر بری طرح برس پڑے۔ اور یکے بعد دیگرے دو کتابیں لکھ کر اپنے
 توہین والے قول کو درست اور صحیح بتاتے رہے لیکن سمجھانے والوں نے
 ہمت نہیں ہاری اور ”وقعات السنان، ادخال السنان، قہر و اجدیان
 برہمشیر بسط البسنان“ لکھ کر تھانوی صاحب اور دیگر فضلاء وہابیہ پر
 دوپہر کے دن کی طرح خوب واضح کر دیا کہ حفظ الایمان میں قاتل
 اعتراض ص ۸ والا قول بارگاہ رسالت میں کھلی گالی اور صریح توہین ہے

سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم پاک کی توہین کرنے کے بعد تنہا نوی صاحب چالیس برس سے کچھ زیادہ اس دنیا میں رہے۔ اس درمیانی مدت میں تنہا نوی صاحب کو ہر طرح سمجھایا گیا۔ توہین رسول پاک کی سنگین سزا سے انہیں آگاہ کیا گیا۔ مگر تنہا نوی صاحب کو تا وقت موت یہ شعور نہ ہوا کہ میں نے اللہ پاک کے عزت والے نبی، عظمت والے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں توہین کی ہے اور نہ یہ احساس ہوا کہ ۱۳۱۹ھ ہجری سے میں سرکارِ قدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں توہین اور کالی لکھ کر اللہ تعالیٰ کے نزدیک کافر، بے دین اور مرتد ہو چکا ہوں۔

پھر جن جن فضلاء و ہاہیہ مثلاً مولوی مرتضیٰ حسن درہنگی، مولوی حسین احمد ٹانڈوی، مولوی ابوالوفار شاہجہاں پوری، مولوی منظور احمد سنبھلی وغیرہ نے ملا تھانوی کی حمایت و طرفداری کر کے عظمتِ مصطفیٰ کے کھلے باغی، بارگاہِ رسالت کے صریح متین گستاخ بن کر تعظیمِ رسول سے متعلق فرمانِ ربانی کی مخالفت کی، ان کے منسوب کو بھی اللہ تعالیٰ نے ٹیڑھا، اندھا، اوندھا کر دیا اور ان سے شعور امیسانی، احساسِ حقانی اور ادراکِ عرفانی کی نعمتِ ربانی چھین لی۔ یہاں تک کہ آخر الذکر کے علاوہ سب کے سب مکر مٹی میں مل گئے اس طرح کہ اخیر دم تک انہیں نہ توبہ و رجوع کی توفیق ملی نہ عظمتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پہ ایمان لانا انہیں نصیب ہوا۔

یہ ہے وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ کا سنگین لوٹا۔
فَاخْتَبِرُوا يَوْمَ الْأَبْصَارِ

اے ہوش و خرد، بصیرت و دانش والو! آنکھیں کھولو، سرکارِ عظیم کی عظمت پہچانو! غضبِ ربانی سے متراؤ، قہرِ الہی سے کانپتے رہو۔ وَإِنَّكَ كَالنَّوْفَلِیْنِ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی شَاقِلٌ۔

اب رہی یہ بات کہ پیشوائے دہا بیہ تھا نوی صاحب اور فضلاء دیابنہ در بھنگی وغیرہ پر اللہ پاک کے قہر و غضب کی اتنی سخت ماریوں پڑی کہ وہ دنیا سے بے دین و مرتد اور عظمتِ سرکارِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے باغی اور گستاخ بن کر گئے اور مرتے دم تک سرکار کی توہین ہی کو اپنا دین و ایمان قرار دیتے رہے جس کے انتقام میں قہرِ ربانی نے انہیں توبہ کرنے اور اسلام لانے کا موقع ہی نہ دیا۔

تو اس کا پوست برکت ہر گز جواب یہ ہے کہ مذکورہ بالا پیشوا اور فضلاء حضرات کھو، نتھو، جمن، جمجراتی اور بدھو، خیراتی قسم کے لوگ نہ تھے بلکہ عالم، فاضل تھے۔ تفسیر، حدیث اور فقہ کے درس سے ان کا رابطہ قائم تھا۔ انھوں نے سرکارِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت کا آفتاب قرآن و حدیث میں بار بار چمکنے دیکھا تھا۔ تعظیمِ سرکار سے متعلق فرماںِ ربانی کو بار بار پڑھا تھا مگر دنیوی منفعت کی خاطر گستاخ و ہابیت کی طرف جھک پڑے پھر دیدہ و دانستہ جان پہچان کر سرکارِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں توہین و گستاخ کا ہچاٹک کھولا اور انگریزوں کی سازش کا مایاب بنانے کے لئے مسلم خاندانوں میں فتنہ، فساد، جنگ و جدال کا ایک طوفان کھڑا کر دیا۔ سرکارِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت کے خلاف

انہوں نے خود بھی توہین و گستاخی کی اور ہر گیدی، چھیدی، گھامڑ، بدھو، نھو، ان پڑھ، گنوار، گاڑیسان، کسان کو بھی توہین رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کرنے کا راستہ بتایا۔ تو یہ فضلاء وہابیہ نہ صرف یہ کہ خود گستاخ ہیں بلکہ گستاخ گر بھی ہیں، لہذا ان کی گستاخی اور گستاخ گری کے انتقام میں قہر و جلال والے رب العزت نے ان کے دلوں کو اندھا، اوندھا اور ٹیڑھا کر دیا ایسا کہ وہ دم آخر تک سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین و گستاخی ہی کو اپنا دین و ایمان سمجھتے رہے اور توبہ و رجوع سے محروم ہو کر دنیا سے گئے پھر قبر میں پہنچ کر مٹی میں مل گئے۔

سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کو حضرات سلف و تابعین سر اپا دین و ایمان مانتے تھے۔ ان کے دل و دماغ پر عظمت سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نقش اتنا گہرا اور غالب تھا کہ اگر کوئی مسلمان سرکار کی کسی پسندیدہ چیز کے تذکرہ پر اس چیز سے اپنا اپنا پسندیدگی کا اظہار کر دیتا تو اس کے قتل کے لئے شمشیر برہنہ کر دیتے تھے۔

المعتقد المنتقد ص ۱۲۲ میں ہے :-

روی عن ابی یوسف انه قيل بحضرة
الخليفة ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم یجب القترع فقال رجل ان لا احبه
فامر ابو یوسف باحضار النطح والسیف
فقال الرجل استغفر الله مما ذکرته

ومن جميع ما يوجب الكفر اشهد ان لا
اله الا الله واشهد ان محمدا عبده
ورسوله فتركه ولم يقتله۔

یعنی تافضی شرق و غرب سیدنا امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے بارے میں یہ روایت نقل کی گئی ہے کہ خلیفہ عباسی ہارون رشید کے
دربار میں یہ تذکرہ ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پسند فرماتے
تھے۔ اس تذکرے پر ایک شخص بول پڑا کہ مجھے کدو پسند نہیں، اتنا سنتے ہی
امام ابو یوسف نے چمڑا اور شمشیر لانے کا حکم دیا تب وہ شخص بولا کہ میں اپنے
اس قول سے اللہ پاک کی بارگاہ میں معافی مانگتا ہوں اور ان سارے
اتوال سے بھی استغفار کرتا ہوں جن سے کفر لازم آتا ہے۔ میں گواہی دیتا
ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ
سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اللہ کے بندے اور رسول ہیں
اس شخص کی توبہ اور توبہ دید ایمان ملاحظہ فرما کر حضرت امام ابو یوسف نے
اسے چھوڑ دیا اور قتل نہ کیا۔

المعتمد المستند میں اعلیٰ حضرت امام بریلوی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں :-

كان بعض الاولياء ياكل مع ابنه
فحضر على المائدة القرع وجري ذكر حبه
صلى الله تعالى عليه وسله فكان الابن

ذکر کراہۃ نفسہ لہ فصل الولی السیف
وضربہ حتی القی رأسہ علی الارض۔

یعنی اولیائے کرام میں سے ایک ولی اپنے بیٹے کی معیت
میں کھانا تناول فرما رہے تھے کہ اتنے میں دسترخوان پر کد و شریف
لایا گیا اور تذکرہ چل پڑا کہ سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کد و پسند
فرماتے تھے۔ اس موقع پر بیٹے کی زبان سے یہ جملہ نکلا کہ خود مجھے کد و
سے نفرت ہے۔ اتنا سنتے ہی اس ولی نے تلوار میان سے باہر کی اور
اپنے بیٹے کی گردن کاٹ کر اس کا سر زمین پر پھینک دیا۔

حضرت امام ابو یوسف والے واقعہ میں قائل نے کدو کے بارے
میں اپنی عدم پسند کا اظہار کیا پھر حضرت امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ
عنه کا پر جلال چہرہ دیکھ کر نیز شمشیر طلبی کا فرمان سن کر اسے احساس ہو گیا
کہ میں نے بے موقع جملہ بول کر سخت غلطی کی۔ احساس ہوتے ہی اس نے
فوراً توبہ، تجدید ایمان کیا۔ اس لئے اس جگہ شمشیر امام صرف برہنہ ہو کر
رہ گئی۔ قتل ہونے سے وہ قائل بچ گیا لیکن دوسرے واقعہ میں ولی زادہ
نے کدو کے بارے میں یوں خیال ظاہر کیا کہ مجھے کدو سے نفرت یعنی چڑھ
ہے۔ پھر اس نے اپنے بے محل جملہ سے نہ توبہ کی نہ تجدید ایمان کیا
اس لئے اس ولی اللہ نے سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم
و محبت کی حمایت میں اپنے فرزند دلبند کے خونی رشتہ کی بالکل پروا
نہ کی اور اسے تہ تیغ کر دیا۔

ان دونوں واقعہ سے صاف صاف واضح ہو گیا کہ ہمارے
اسلاف کرامِ عظمتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صرف مغز اور گودا
ہی کی حفاظت نہ کرتے تھے بلکہ عظمتِ سرکار کی نوک پلک اور ہر شوشے
گوشے کا بھی پہرا دیا کرتے تھے۔

کلمہ تصغیر کے سلسلہ میں بدرالدین احمد کی تحریری توبہ

زیر نظر مقالہ نورانی کی ترتیب کے زمانہ میں مجھے اچانک یاد آ گیا
کہ زیر بحث کلمہ تصغیر استعمال کرنے کی فاش غلطی مجھ سے بھی ہوئی ہے۔ تعمیر
ادب حصہ سوم، ص ۵۸ میں، میں نے رازِ الہ آبادی کی ایک مشہور نعت
شامل کتاب کی ہے جس کا ایک شعر یہ ہے :-

نارِ دوزخ سے بچنا ہو جس کو
تھام لے کھسکی والے کا دامن

وضاحت :- کمل کی تصغیر کملی، اور کملی کی تصغیر کملیا

ہے۔ ان دونوں میں کملیا اچھلتی ہوئی تصغیر ہے۔ اور رہا کملی کا تصغیر ہونا
تو اس میں خفا اور پوشیدگی ضرور ہے مگر ہے وہ کلمہ تصغیر ہی جس کا

استعمال سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق میں ممنوع و حرام ہے۔
فیروز اللغات مطبوعہ دہلی صفحہ ۷۶ میں ہے :-
کملی ہے۔ کمل کی تصغیر۔ چھوٹا کمل۔

میری خطایہ ہے کہ میں نے سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
نفت پاک میں اس کلمہ کو برقرار رکھا جس کا استعمال سرکار کے حق میں حرام
ہے۔

۲۴ رجب ۱۴۰۹ھ ہجری کو جمعہ کے دن مسجد غوثیہ بڑھیا میں حاضر
ہو کر میں نے بارگاہِ احَدِیَّتِ جَلَّ جَلَالُہٗ میں مذکورہ بالا کلمہ
کے برقرار رکھنے پر اپنی خطا کی معافی مانگی، توبہ کی، استغفار کیا
پھر بارگاہِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء میں اپنی غلطی کا اقرار کر کے
معافی مانگی اور سرکار سے طلب شفاعت کی۔

پھر چوں کہ میری یہ غلطی چھپی ہوئی نہیں بلکہ چھپ کر ہندوستان کے
مختلف صوبے اور اضلاع میں پھیل چکی ہے اس لئے اس کے لئے
صرف سب سے توبہ کافی نہیں بلکہ بالاعلان توبہ ضروری ہے۔ اب میں
تحریری توبہ پیش کرتا ہوں۔

۱۔ حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے عظمت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے
حضور جذبہ تعظیم و محبت سے سر رکھ دیا اور آپ نے علی الاعلان توبہ شائع
فرمایا۔ اگر لفظ کملی تصغیر ہے تو استعمال کی قطعاً اجازت نہیں۔ اور اگر تحقیق ہے
کہ لفظ کملی تصغیر نہیں تو استعمال میں کوئی عرج نہیں۔ تاہم یکنہا بہتر ہے۔ ۱۲

۲۴ رجب ۱۴۰۹ھ ہجری کو جمعہ کے دن مسجد غوثیہ بڑھیا میں حاضر ہو کر میں نے بارگاہِ احَدِیَّتِ جَلَّ جَلَالُہٗ میں مذکورہ بالا کلمہ کے برقرار رکھنے پر اپنی خطا کی معافی مانگی، توبہ کی، استغفار کیا پھر بارگاہِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء میں اپنی غلطی کا اقرار کر کے معافی مانگی اور سرکار سے طلب شفاعت کی۔ پھر چوں کہ میری یہ غلطی چھپی ہوئی نہیں بلکہ چھپ کر ہندوستان کے مختلف صوبے اور اضلاع میں پھیل چکی ہے اس لئے اس کے لئے صرف سب سے توبہ کافی نہیں بلکہ بالاعلان توبہ ضروری ہے۔ اب میں تحریری توبہ پیش کرتا ہوں۔

۱۲

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي وَنُسَلِّمُ عَلَى رَسُولِكَ الْكَرِيمِ
وَالْيَا فَخِيمِ

يَا اللَّهُ يَا رَحْمَنُ يَا رَحِيمُ ! میں نے اپنی تصنیف تعمیرِ ارب
حصہ سوم صفحہ ۵۸ میں آزالہ آبادی کی انشاد کردہ نعت شریف شامل کتا
کی جس کا ایک شعر یہ ہے :-

نارِ دوزخ سے بچنا ہو جس کو
تھام لے کسلی والے کا دامن

اس شعر میں تیرے عظمت والے نبی، تیرے عزت والے رسول
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں کلمہ تصغیر کا استعمال ہوا جو شرعاً حرام
ہے۔ میں تیری بارگاہِ قدس میں اقرار کرتا ہوں کہ نعت شریف مذکور بالا
میں زیر بحث کلمہ تصغیر کو برقرار رکھ کر میں خطا وار ہوا۔ میں اپنی اس غلطی کو
بے پھیر بھار بلا تاویل غلطی مانتا ہوں، میں تیری بارگاہِ بے کس نواز
تعالیٰ شان میں اس غلطی پر توبہ کرتا ہوں۔ وَاسْتَغْفِرُ اللَّهُ
رَبِّيَ إِنَّ رَبِّيَ لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ط۔ اے پیارے مصطفیٰ علیہ التحیۃ

والشمار کے ربّ حلیل! تیرا مجھ پر یہ خصوصی احسان ہے کہ تو نے مجھے میری
ایک خطرناک غلطی یاد دلادی اور خود تو نے ہی رجوع و توبہ کی توفیق بھی بخشی،
فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ مَالِكِ الْعَالَمِينَ
إِلٰهِ الْعَالَمِينَ ؕ

يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّيْ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْكَ
وَسَلَّمَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ عَلَيْكَ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ
یہ خطا وار غلام عظمت سرکار دو عالم کے سامنے اپنا سر خم کئے جا رہا ہے۔
اس غلام سے نعت شریف میں کلمہ تصغیر برقرار رکھنے کا جرم ہوا ہے۔ یہ
غلام حضور کی بارگاہِ عزت میں اس جرم سے توبہ کرتا اور معافی مانگتا ہے۔
حضور اپنے بے پایاں کرم کو دیکھتے ہوئے اس غلام کے جرم و سزا کو بخش
دیں۔ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

گرچہ ہیں بے حد قصور تم ہو عفو و غفور

بخش دو جرم و خطا تم پہ کر دوں درود

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى وَسَلَّم عَلَىٰ أَفْضَلِ خَلِيدِ
النَّبِيِّ الْأُمَمِ وَإِلَيْهِ وَصَحْبِهِ وَآلِهِ غَوْثِنَا
الْأَعْظَمِ الْجَبَلَانِي وَمُجَدِّدِنَا الْأَكْبَرِ
الْإِمَامِ الْبَرْبُلَوِيِّ — وَآخِرُ دَعْوَانَا الْحَمْدُ
لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

اصلاح
 مکاتب و مدارس کے اسکاتذہ کو تاکید کی جاتی
 ہے کہ تعمیر ادب سہ ماہی میں قابل اعتراض کلمہ تصغیر
 کاٹ کر اس کی جگہ ”میرے آقا“ کا لفظ لکھ دیں اور بچوں کو وہ شعر
 اس طرح پڑھائیں :-

نارِ دوزخ سے بچنا ہو جس کو
 تھام لے میرے آقا کا دامن

ضروری انتباہ

ہر دینی عظمت والی اشیا کے حق میں کلمہ تصغیر کا استعمال
 ممنوع ہے۔ سرکارِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد انبیاء کرام علیہم
 السلام سب مخلوق سے بڑھ کر عظمت والے ہیں اس لئے ان حضرات کی شان
 میں بھی کلمہ تصغیر کا استعمال حرام ہے۔ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام
 کی کشتی کو ”نوح کی نیسا“ بولنا ہرگز جائز نہیں۔ اوریوں ہی حضرات
 صحابہ کرام، سادات عظام، اولیائے فہام کے متعلق بھی کلمہ تصغیر کا استعمال
 ممنوع ہے۔

نَدَائے یَا مُحَمَّدُ کی تحریم کا بیان

جس طرح سرکارِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں کلمہ تصغیر کا استعمال تعظیمِ رسولِ پاک کی حق تلفی ہے یوں ہی سرکارِ اقدس کا ذاتی نام لیکر سرکار کو ندا اور خطاب کرنا، یعنی یَا مُحَمَّدُ، یَا اَحْمَدُ کہنا بھی عظمتِ رسالت کی حق تلفی ہے۔ لیکن غنیمت یہ ہے کہ اس حق تلفی کا ارتکاب چونکہ ربّ بنائے ناواقفیت صرف محبت کیلئے ہوتا ہے اسلئے ارتکاب کر نیوالے کافر قرار نہ پائیں گے۔ ہاں گنہگار ضرور ہوں گے اور اگر مَعَاذِ اللہ تعالیٰ یہ حق تلفی بطور تحقیر ہو تو ارتکاب کرنے والے کافر، مرتد اور بے دین ٹھہریں گے۔

حضراتِ انبیائے سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی امتیں اپنے اپنے نبی کا ذاتی نام لے کر ان کو مخاطب کرتی تھیں اور یہ ان کے لئے جائز تھا۔ لیکن قرآن مجید نے اس امتِ موعومہ پر سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذاتی نام کے ساتھ ندا و خطاب کو حرام قرار دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے :-

لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ

بَعْضُكُمْ بَعْضًا (پارہ ۱۸، سورۃ نور)
یعنی رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہراؤ جیسا کہ تم میں
ایک، دوسرے کو پکارتا ہے۔
محدث ابو نعیمؒ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں روایت کرتے
ہیں:-

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْنَا
يَقُولُونَ يَا مُحَمَّدٌ، يَا أَبَا التَّاسِمِ فَهَذَا
هُمُ اللَّهُ عَنْ ذَلِكَ اعْظَمًا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَتَالُوَا يَا نَبِيَّ اللَّهِ
يَا رَسُولَ اللَّهِ (بخاری الباقین ص ۲۱)

یعنی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے
ہیں کہ (اس آیت کے نزول سے پہلے) صحابہ حضور کو یا محمدؐ، یا ابوالقاسم
کہہ کر مخاطب کرتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کی تعظیم کی خاطر اس طرح کی ندا و خطاب سے ان کو منع
کر دیا جب سے صحابہ یا نبی اللہ یا رسول اللہ کہنے لگے۔

تابعین کرام میں اکابر مفسرین مثلاً امام علقمہ، امام اسود، امام
حسن بصری، امام سعید بن جبیر، امام قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم، اس
آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:-

لَا تَقُولُوا يَا مُحَمَّدٌ وَلَكِنْ قُولُوا يَا نَبِيَّ اللَّهِ

يَا رَسُولَ اللَّهِ۔ (تجلی الیقین ص ۲۲)

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یا محمدؐ نہ کہو، بلکہ یا نبی اللہ، یا رسول اللہ کہو۔

سب سے بڑھ کر اہم، قابلِ توجہ، لائقِ اعتنا امر جس سے ایمان و اعتقاد کی کلیاں کھل اٹھیں یہ ہے کہ قرآن شریف میں انبیا کرام سے خطاب الہی کا تذکرہ ان حضرات کے ذاتی نام کے ساتھ آیا ہے۔ ملاحظہ ہو

يَا اٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ

يَنْفُوحُ اَهْبِطْ بِسَلَامٍ مِّنَّا۔

يَا بَرَّاهِيمُ قَدْ صَدَقْتَ الرَّؤْيَا

يَا مُوسَى اِنِّى اَنَا اللّٰهُ

يَعِيسَى اِنِّى مُتَوَفِّيكَ

يَا دَاوُدُ اِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً

يَا زَكَرِيَّا اِنَّا نُبَشِّرُكَ

يَا يَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ

دیکھئے ان سب حضرات انبیا کرام کو ان کا ذاتی نام لے کر دیا فرمایا گئی۔ لیکن اسی قرآن مجید میں جہاں سرکارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرنا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے کیا محکمہ ذکرِ خطاب نہ فرمایا بلکہ طرح طرح کے اوصافِ جلیلہ و القابِ جمیدہ کے ساتھ اپنے امتیازی عظمت والے رسول کو مخاطب کیا۔ آیاتِ قرآنی ملاحظہ ہوں۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ

یعنی اے نبی! ہم نے تم کو رسول کیا۔

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ

اے (پیائے) رسول! جو تمہاری طرف اتارا گیا اس کی تبلیغ کرو۔

يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ الْيَلَّ

اے کپڑا اوڑھے لیٹنے والے (پیائے) رات میں قیام کرو۔

يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ فَاذْذُرْ

اے بالا پوش اوڑھنے والے (پیائے) کھڑے ہو جاؤ پھر ڈر سناؤ۔

يٰسَ ۝ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ

اے یس یا اے سردار! مجھے حکمت والے قرآن کی قسم۔

طه ۝ مَا أُنْزِلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَىٰ

اے طہ یا اے پاکیزہ رہنا! ہم نے تم پر قرآن اس لئے نہیں اتارا

کہ تم مشقت میں پڑو۔

تو جب سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مالک حقیقی رب العزۃ

جل مجدہ نے اپنے چہیتے، بیکت، بے ہمتا بندہ محمد رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قرآن مجید میں کہیں بھی یا محمد کہہ کر

نہیں پکارا تو سرکار کے غلام امتیوں کو یہ حق کہاں سے مل گیا کہ وہ اپنے

آقا و مولیٰ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یا محمد کہہ کر ندا کریں۔

ندائے یا محمد کی ممانعت پر روشنی ڈالتے ہوئے علامہ

امام بیہقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں :-
 علمائے تصریح فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 کو نام لے کر ندا کرنی حرام ہے۔ اور واقعی (یہ مقام) محل انصاف ہے۔
 جسے اس کا مالک و مولیٰ تبارک و تعالیٰ نام لے کر نہ پکارے غلام کی کیا مجال
 کہ راہِ ادب سے تجاوز کرے۔ بلکہ امام زین الدین مراغی وغیرہ محققین نے فرمایا
 کہ اگر یہ لفظ (یعنی یا محمد) کسی دعا میں وارد ہو جو خود نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 نے تعلیم فرمائی جیسے دعائے **يَا مُحَمَّدُ اِنِّي تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلَى**
رَبِّي۔ تاہم اس کی جگہ **يَا رَسُولَ اللّٰهِ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ** کہنا چاہیے
 حالانکہ الفاظِ دعا میں **حَتَّى الْوَسْعِ** تغیر نہیں کی جاتی کما
يَدُلُّ عَلَيْهِ حَدِيثُ نَبِيِّكَ الَّذِي ارْسَلْتَ
وَرَسُولَكَ الَّذِي ارْسَلْتَ۔

یہ مسئلہ ہمہ جس سے اکثر اہل زمانہ غافل ہیں نہایت واجب الحفظ ہے
 (تجلی الیقین ص ۲۳)

المعتمد المستند میں اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں۔

نص فقہاؤنا بمنع الولد من دعاء
 والديه والمرأة من نداء زوجها بالاسماء
 فرسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم
 احق۔ یعنی ہمارے فقہائے کرام نے صاف صاف ارشاد فرمایا ہے
 کہ بیٹا اپنے ماں باپ کا نام لے کر نہ بلائے اور بیوی اپنے شوہر کا

نام لے کر نہ پکائے پھر تو سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے
زیادہ حقدار ہیں (کہ سرکار کو سرکار کا نام لے کر نہ پکارا جائے۔)
(معتقد مستند ص ۱۱۵)

مسئلہ زیر بحث کی اس قدر تفصیل کے بعد اب ہم نعت شریف کے
چند اشعار نشان دہی کے طور پر ذیل میں نقل کرتے ہیں جن میں ندائے یا محمد
کا استعمال ہوا۔ ملاحظہ ہو۔

ہم یقیناً بحر غم میں غرق ہیں یاد شکر
یا محمد مصطفیٰ شاہِ دو عالم المسد
پرچم نور، کلام اجل ص ۲۳

سنا ہے خاک کے پتلوں کی اس خاموشی میں
پکارا اٹھتا ہے اکثر یا محمد کوئی دیوانہ
پرچم نور ص ۲۷

یا محمد پکارا جو مجھ دھار میں
خود ہی ساحل پہ موجوں نے پہنچا دیا
پرچم نور، کلام شمس آبادی ص ۵۵

پھنس گیا جب بھنور میں سفینہ یا محمد جو ہم نے پکارا
صہبائے نور، کلام شمس آبادی ص ۵۵
جو طوفان میں یا محمد پکارا
نغمہ بیکل بلرام پور ص ۱۷

انشائے نعت اقدس کا شرف حاصل کرنے سے قبل ان مشاہیر نے
 شرار کا پہلا دینی و ایسی سانی فرض یہ تھا کہ وہ تعظیم سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم کے کھلے عام حقوق کی معرفت حاصل کرتے تب لڑتے کا پتے سرکار
 اقدس کی شان میں نعتیہ کلام کا انشاء کرتے اور اگر ان کو معرفت حاصل کرنے
 کا کوئی ذریعہ نہ ملتا تو کم از کم حضرت جلالتہ العلم حافظ ملت مولانا شاہ
 عبدالعزیز علیہ الرحمہ و حضرت مجاہد ملت مولانا شاہ حبیب الرحمن علیہ الرحمہ و دیگر
 اکابر علماء ہند کے استاذ گرامی حضرت صدر الشریعہ مولانا شاہ امجد علی علیہ الرحمہ
 والرضوان کی تصنیف کردہ بہار شریعت حصہ اول ہی کا مطالعہ کر لیتے جس
 میں عظمت رسالت کے حقوق بیان کئے گئے ہیں۔ عقائد اہل سنت کی
 یہ جلیل القدر کتاب نایاب نہیں ہر جگہ مل سکتی ہے۔ پھر حضرت صدر الشریعہ
 علیہ الرحمہ نے تو یہ کتاب اسی لئے مرتب فرمائی کہ سنی مسلمان یہ کتاب پڑھیں اور
 مذہب اہل سنت کے مطابق اپنے دینی اسلامی عقائد درست رکھیں۔ لہذا
 اس کتاب کا مطالعہ صرف نعت گوئی سنوارنے ہی کے لئے نہیں بلکہ صحیح
 نیت حاصل کرنے کے لئے بھی ضروری ہے۔

حضرت صدر الشریعہ سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم
 و محبت پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :

علامت محبت یہ ہے کہ شان اقدس میں جو الفاظ استعمال کئے
 جائیں ادب میں ڈوبے ہوئے ہوں کوئی ایسا لفظ جس میں کم تعظیمی کی بو
 بھی ہو کبھی زبان پر نہ لائے۔ اگر حضور کو پکارتے تو نام پاک کے ساتھ ندا

نہ کرے کہ یہ جائز نہیں بلکہ یوں کہے: یا نبی اللہ، یا رسول اللہ،
یا حبیب اللہ (بہار شریعت حصہ اول ص ۲)

حضرات نعت گو شعراء! آپ حضرات ٹھنڈے دل سے غور کریں، سوچیں اور ہرگز ہرگز تاویس نہ آئیں، بل نہ کھائیں کہ گفتگو بارگاہ رسالت کی عظمت پر چل رہی ہے۔ لہذا باادب ہو کر ہمارے خیر خواہانہ کلمات سنیں۔
آپ حضرات نے اپنے نعتیہ کلام میں ندائے ”یا محمد“ اور زیر بحث کلمات تصغیر کا استعمال کر کے حکیم قرآن، تعلیم امت اسلام، تلقین فقہاء، ارشاد علماء، ہدایات اعلیٰ حضرت و صدر الشریعہ سب کی ڈٹ کر مخالفت کی ہے؟
نہیں بلکہ آپ کی طرف سے مخالفت ہو گئی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جہاں جہاں آپ ببلِ باغِ رسالت بن کر اسٹیجوں پر چمکتے رہے وہاں آپ کا پالا جن عربی علماء اور گھریلو علماء حضرات سے پڑا وہ خود عظمت رسالت کے حقوق سے ناواقف تھے وہ آپ کی نغمہ سرائی کی داد تو دیتے رہے لیکن نعت شریف کے خلاف شرع کلمات سے انھوں نے آپ کو آگاہ نہیں کیا اس لئے آپ اندھیرے ہی میں رہ گئے۔ جو کچھ مخالفت آپ حضرات کی طرف سے ہوئی وہ اندھیرے میں رہ کر ہوئی۔ قصدًا جان بوجھ کر نہ ہوئی لیکن کیا جس نے زہر بے جانے بوجھے غلطی سے کھا لیا اس پر زہر اثر نہیں کرے گا؟ اثر کرے گا اور اگر فوری علاج نہ کیا گیا تو کھانے والے کو موت کے گھاٹ اتار دے گا۔ اب آپ حضرات اندھیرے سے نکل کر اجالے میں آئیے اور اپنی شدنی مخالفت سے بارگاہِ احادیث جلّ جلالہ و دربار

رسالت علیہ التَّحِیَّۃُ وَالشَّہَادَاتِ میں توبہ، استغفار، طلبِ شفاعت کر کے اللہ و رسول
جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو راضی کیجئے اور آئندہ عظمت سرکار مصطفیٰ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حق تلفی سے بچئے اور جو حق تلفی زمانہ ماضی میں علی الاعلان
ہو چکی ہے اس کی تلافی کیجئے اس طرح کہ اپنے نعتیہ کلام میں سے خلافِ شریعت
کلمات نکال کر انکی اصلاح کریں پھر ناشرین کو اسکی طباعت و اشاعت کی اجازت
دیں۔

جلسوں، محفلوں میں نعت شریف پڑھنے والے طلبہ اور دیگر حضرات کو
حقوقِ تعظیمِ مصطفیٰ علیہ التَّحِیَّۃُ وَالشَّہَادَاتِ کی حفاظت کی خاطر تاکید کی جاتی ہے کہ وہ
اس نعت کو پڑھنے، سنانے سے ضرور پرہیز کریں جس میں سرکارِ اقدس صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق کلماتِ تصغیر استعمال کئے گئے ہیں۔

يَا اَللّٰهُمَّ جَلَّ شَانُكَ، يَا رَحْمٰنُ تَعَالٰی مَجْدُكَ، يَا حَيُّ
كَبُرَتْ عَنْ تَكِّ۔ تو اپنی بارگاہِ کرم سے سنی علماء، سنی طلبہ، سنی ارباب، سنی شعراء
اور سنی عوام کو حقوقِ تعظیمِ رسول پہنچانے کی بصیرت ربانی، دائرِشِ نورانی و ضیائے
ایمانی عطا فرما۔ اور انھیں عظمتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حق تلفی سے
بچا۔ آمین

يَا اَللّٰهُمَّ يَا اِلٰهَ الْعَالَمِيْنَ بِجَاهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الْاَخِرِ
النَّبِيِّ عَلَيْهِ وَعَلَى اٰلِهِ وَصَحْبِهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

آہ! بدرِ کامل، ہم سے رخصت ہوا

مصنف کتاب ہذا، بدر العلماء، یادگار سلف، افتخار اہلسنت، مصنف سوانح اعلیٰ حضرت، حضرت علامہ مولانا مفتی بدرالدین احمد قادری برکاتی نوری، رضوی خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ اپنی تدریسی، قلمی خدمات اور تہذیب فی الدین میں علماء و عوام اہلسنت کے درمیان متعارف اور قابلِ قدر و احترام ہیں۔ آپ معتقدین و مریدین کے اصرار پر بغرض علاج و افاکہ ابتداءً رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ بمطابق ۱۳ یارح ۱۹۹۲ء اچانک ۸ رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ موافق ۱۳ یارح ۱۹۹۲ء شبِ شنبہ بعد نماز مغرب اور ادو و طائف اور تسبیح و تہلیل کا ورد کرتے ہوئے آپ کی روح مقدسہ قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ آپ کی نعش مبارکہ کو بذریعہ طیارہ ۸ رمضان المبارک کی صبح ۶ بجے موصل پہنچا۔ پھر صلیح سیدھا رکتھ نگر یوپی لے جایا گیا۔ جہاں سے آپ علم و روحانیت کا فیض بانٹا کرتے تھے۔ وہیں آپ نے سکونت بھی اختیار کر لی تھی۔ مدرسہ عنونہ اہلسنت فیض العلوم بڑھیا جس کے آپ روح رواں تھے۔ اسی کے احاطہ میں آپ کا مزار پر انوار ہے جہاں سے عقیدت مند تاحشر فیض پاتے رہیں گے۔

خدا کی رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تم پر
فنا کے بعد بھی باقی ہے شانِ رہبری تیری
عبدالمصطفیٰ (مشرف) رضا قادری
خادم الانشاء ادارہ شریعہ کبئی ۱۱

تَصَنِیفاتِ بَدْرِ مِلّت

ملنے کے پتے

مکتبہ اعلیٰ حضرت مدرسہ اہل سنت قادریہ رضویہ رضا نگر روڈ، رفیع گنج ضلع اورنگ آباد (بہار)
فاروقیہ بک ڈپو ۲۲۲-۲۲۳، مسٹیا محل، جامع مسجد، دہلی ۱۱۰۰۰۶
مکتبہ جام نور، ۲۲۲-۲۲۳، مسٹیا محل، جامع مسجد، دہلی ۱۱۰۰۰۶
رضوی کتاب گھر، غیبی نگر، بھینڈی، ضلع تھانہ، مہاراشٹر
رضوی کتاب گھر، ۲۲۳-۲۲۴، مسٹیا محل، جامع مسجد، دہلی ۱۱۰۰۰۶
حق اکیڈمی، مبارک پور، اعظم گڑھ، (یو پی)
کتب خانہ قادریہ، اٹوا بازار، ضلع سدھارتھ نگر، یو پی ۲۰۲۱۹۲
کتب خانہ نوریہ، بکوہر روڈ، اٹوا بازار، سدھارتھ نگر، یو پی ۲۰۲۱۹۲
کتب خانہ مخدومیہ، درگاہ شریف، ردولی، ضلع فیض آباد، یو پی
مکتبہ حبیبیہ، ۱۴۰/ اتر سوئیالہ آباد، یو پی
قادری بک ڈپو، نو محلہ مسجد، بریلی شریف، یو پی
مکتبہ رحمانیہ رضویہ خالقہ اعلیٰ حضرت سوداگران، بریلی شریف، یو پی
نیو سلور بک ایجنسی، بھنڈی بازار، ممبئی ۴۰۰۰۰۳
اپنا نوری بک ڈپو، نزد الجامعۃ الغوثیہ، اتروہ ضلع بلرامپور ۲۰۱۶۰۴
رضا بک ڈپو، احمد نگر، ڈومروسیونڈیہ، بوکارو (بہار)
اعجاز بک ڈپو، ناخدا مسجد، زکریا اسٹریٹ، کلکتہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



ٹھیک ہونا مرقا تم پہ کرو روں درود

کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے



مسلک اعلیٰ حضرت زندہ آباد

اعلان

مسلک اعلیٰ حضرت زندہ آباد



خلیفہ حضور بدرملت حضرت علامہ صوفی عبدالصمد قادری صاحب قبلہ مدظلہ العالی
کی مرتبہ کتابوں و رسالوں کو حاصل کرنے کے لیے ہم سے ضرور رابطہ فرمائیں۔

محمد عرفان رضا قادری

تنظیم فیضان اعلیٰ حضرت

سیوینڈیہ، آزادنگر، بکاروا سٹیل سیٹی، جھارکھنڈ

Mobile: +916204351217
9764135477, 8292960660